ظہور 1352 ہش —— اگست 1973ء

ایڈیٹر : عبدالباسط شاہد

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم
اِسْتَبِقُوا الْخَیْرٰتِ

"تیری عاجزانہ راہیں اُس کو پسند آئیں"
(الہام المسیح الموعودؑ)

"قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی"
(المصلح الموعودؓ)

ماہنامہ خالد ربوہ

جلد ۱۹ | ظہور ۱۳۵۲ھش | شمارہ ۱۰

اگست ۱۹۷۳ء

ایڈیٹر
عبدالباسط شاہد

فہرست

پبلشر: محمد شفیق قیصر
مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ
مقامِ اشاعت: دفتر ماہنامہ "خالد"
دار الصدر جنوبی ربوہ

سالانہ چندہ
سات روپے
قیمت فی پرچہ
ستر پیسے

اداریہ

تربیتِ اولاد

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر بچے کے کان میں اذان دینے کا بابرکت ارشاد فرمایا ہے۔ اسی طرح آپ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جب بچہ سات سال کا ہو جائے تو اسے نماز کیلئے کہنا شروع کیا جائے اور دس سال کی عمر کے بچہ کو نماز میں سستی پر سرزنش کی جائے۔ ایک اور ارشاد میں حضورؐ نے فرمایا کہ جب بچہ دائیں اور بائیں بازو میں فرق کر سکے تو اُسے نماز پڑھنے کی تلقین کرنی چاہیئے۔

یہ اور ایسے ہی دوسرے متعدد ارشادات سے واضح ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بچوں کی تربیت کی طرف خصوصی توجہ دلائی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاک نمونہ سے بھی یہ بتایا کہ بچے کو نرمی اور محبت سے نیک امور کی طرف توجہ دلاتے رہنا چاہیئے۔ چنانچہ آپؐ نے اپنے نواسوں کو بعض دُعائیں کھلائیں بعض آداب سکھائے۔ انہیں نماز کے وقت اور دوسرے اوقات میں اپنے ساتھ رکھا، تا وہ آپؐ کے پاک نمونہ سے متاثر ہوں۔ جہاں اِن تمام امورِ تربیت میں نرمی اور محبت کا پہلو غالب ہے اسی طرح جب آپؐ کے ایک نواسے نے زکوٰۃ میں آئی ہوئی کھجوروں میں سے ایک کھجور اپنے مُنہ میں ڈال لی تو آپؐ نے ایک چوکس مربی کی طرح فوراً خود اپنی انگشتِ مبارک اُس کے مُنہ میں ڈال کر نکال دی۔

یہ تمام امور واضح کرتے ہیں کہ نرمی، محبت اور موقعہ شناسی سے کام لیتے ہوئے بچوں کی تربیت کی طرف پوری احتیاط سے متوجہ رہنا چاہیئے اور اس انتہائی اہم اور ضروری امر سے کبھی بھی غافل اور لاپرواہ نہیں ہونا چاہیئے۔

تربیتِ اولاد کے متعلق حضرت مصلح موعودؓ ارشاد فرماتے ہیں:-

"وہ لوگ جو بچوں کی غلطی پر یہ کہہ دیتے ہیں کہ "بچہ ہے جانے دو" وہ اوّل درجہ کے احمق ہوتے ہیں۔ وہ جانتے ہی نہیں کہ بچپن کا زمانہ ہی سیکھنے کا زمانہ ہوتا ہے۔ اگر اُس عمر میں وہ نہیں سیکھے گا تو بڑی عمر میں اُس کے لئے سیکھنا بڑا مشکل ہو جائے گا۔ درحقیقت اگر ہم غور کریں تو بچپن کا زمانہ سب سے زیادہ سیکھنے کے لئے موزوں ہوتا ہے اور اسی عمر میں اس کی تربیت اسلامی اصول پر کرنی چاہیئے۔"

(مشعلِ راہ صفحہ ۵۹۵)

مکرم رفیق احمد صاحب ثاقب
مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ

ختمِ نبوّت کی حقیقت!

ہم ہوئے خیرِ اُمم تجھ سے ہی اے خیرِ رُسل ؎ تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے
(از کلام مسیح موعودؑ)

اِس میں شک نہیں کہ ہم اور ہمارے مخالفین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دل سے خاتم النبیین یقین کرتے ہیں۔ اختلاف صرف اِس بات میں ہے۔ کہ خاتم النبیّین سے کیا مراد ہے؟ ہمارے مخالف تو لفظ خاتم النبیّین سے یہ سمجھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوّت قطعی طور پر بند ہے، اب یہ روحانی نعمت اُمّتِ محمّدیہ میں سے کسی کو نہیں مل سکتی۔ برخلاف اس کے ہم کہتے ہیں کہ خاتم النبیین کا لفظ عربی زبان میں بند کرنے کے معنوں میں کبھی استعمال نہیں ہوا۔ اس کے معنے مُہر، انگوٹھی[1]، آخری نبی بمعنی کمال کے ہیں۔

خاتم النبیّین کے لغوی معنے

عربی زبان میں خاتَم کا لفظ خَتْمٌ مصدر سے ماخوذ ہے اور خَتم کے اصل معنی جو قرآن مجید کی مستند لغت مفردات القرآن میں لکھے ہیں یوں ہیں:-

اَلْخَتْمُ وَالطَّبْعُ يُقَالُ عَلٰى
وَجْهَيْنِ مَصْدَرُ خَتَمْتُ
وَطَبَعْتُ وَهُوَ تَاْثِيْرُ الشَّيْءِ
كَنَقْشِ الْخَاتَمِ وَالطَّابِعِ۔
وَالثَّانِي۔ اَلْاَثَرُ الْحَاصِلُ
مِنَ النَّقْشِ۔

(مفردات القرآن زیر لفظ ختم)

یعنی ختم اور طبع دو صورتیں ہیں۔ صورت اولیٰ یہ ہے کہ خَتَمْتُ اور طَبَعْتُ کا مصدر ہیں اور اس کے معنے مُہر کے نقش کی طرح تاثیر شے کے ہیں اور دوسری صورت ختم اور طبع کی، اس نقش سے پیدا شدہ اثر ہے۔ اس کے بعد خاتم کا استعمال روکنے اور بند کرنے

[1] خاتم النبیین کے معنے ختم اور بند کرنے کے اگر کئے گئے ہیں تو وہ تاویلی طور پر اس کے لازم معنے لیکر کئے گئے ہیں۔

اور اثر حاصل کرنے اور آخری کے معنوں میں مجازی قرار دیا گیا ہے۔ گویا حقیقی معنے ختم اور طبع کے صرف تاثیر الشیٔ بیان کئے گئے ہیں۔

اس لحاظ سے خاتم کے معنے عربی زبان میں مُہر کی طرح مؤثر وجود کے ہیں۔ اور خاتم النبیین کے معنے ہوئے نبیوں کے لئے مُہر۔ یعنی نبیوں کے لئے مؤثر وجود۔ یعنی ایسا وجود جس کی تاثیر اور فیض سے نبی وجود میں آئیں۔ پس خاتم النبیین کے یہ معنے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انبیاء کے لئے مؤثر وجود ہیں، انتہائی کمال تک پہنچے ہوئے ہیں۔ اسلئے آپؐ کے ظہور پر ضروری قرار دیا گیا کہ آئندہ جو نبی ظاہر ہو اس کے لئے آپؐ کی پیروی ضروری ہو اور وہ آپؐ کی پیروی کے بعد آپؐ کی ختم نبوت کی تاثیر سے مقام نبوت پر پہنچا ہو۔ قرآن مجید کی آیت مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْہِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ الخ آنحضرتؐ کو لغتِ عربی کے اصل معنوں میں خاتم النبیین قرار دیتی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ وصف آپؐ کے جامع کمالاتِ انبیاء ہونے پر روشن دلیل ہے۔ کیونکہ جس کا فیض و اثر ہمیشہ جاری رہے۔ ضروری ہے کہ وہ تمام انبیاء کے کمالات کا جامع ہو اور آپؐ کا جامع کمالات ہونا اس بات کو چاہتا ہے کہ آپؐ خاتم الانبیاء ہوں۔ پس خاتم النبیین کے حقیقی معنوں سے نبوت میں مؤثر وجود کا افضل الانبیاء ہونا لازم ہے۔

خاتم النبیین کے معنے محض آخری نبی یا مطلق آخری نبی، آپؐ کی انبیاء پر کسی خاص فضیلت پر دال نہیں ہو سکتے اور خاتم النبیین کے لئے آخری تشریعی نبی اور آخری مستقل نبی ہونا لازم ہے محض آخری یا مطلق آخری خاتم کے مجازی معنے ہیں۔ قرآن مجید کی آیت مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ آنحضرتؐ کو لغت کے حقیقی معنوں میں خاتم النبیین قرار دیتی ہے۔ اور حقیقی معنی کے ساتھ مجازی معنے جمع نہیں ہو سکتے۔ ہم لوگ آنحضرتؐ کو حقیقی معنوں میں خاتم النبیین یقین کرتے ہیں نہ کہ مجازی معنوں میں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی کتاب حقیقۃ الوحی ص۹۷ حاشیہ پر فرماتے ہیں:۔

> "اللہ جل شانہٗ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صاحبِ خاتم بنایا۔ یعنی آپؐ کو افاضۂ کمال کے لئے مُہر دی جو کسی نبی کو ہرگز نہیں دی۔ اسی وجہ سے آپؐ کا نام خاتم النبیین ٹھہرا۔ یعنی آپؐ کی پیروی کمالاتِ نبوت بخشتی ہے اور آپؐ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے۔ اور یہ قوتِ قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی۔"
>
> (حقیقۃ الوحی ص۹۷ حاشیہ)

خَاتَم بفتحِ تاء کے تین معنے

خَاتَمْ بفتحِ تاء ہو تو تین معنے رکھتا ہے۔

(۱) مُہر (۲) انگوٹھی (۳) آخر۔
خَاتَمْ بمعنی مُہر۔ قرآن مجید میں خاتَم تاء کی زبر سے لکھا ہے
جس کے ایک معنے مُہر کے ہیں۔ دوسری قرأت خاتِم
ہے جس کے معنے ہیں مُہر لگانے والا۔ اور مُہر تصدیق
کے لئے لگائی جاتی ہے۔ تب ہی تو صحابہ کرامؓ نے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا (حضور!) کوئی
خط بغیر مُہر قبول نہیں ہوتا" تو حضور علیہ السلام نے
مُہر بنوائی۔ (صحیح مسلم جلد۲۔ کتاب اللباس) پس
اِس صورت میں خاتم النبیّین کے معنے یہ ہوئے کہ
آپؐ نبیوں کے مصدّق ہیں۔ اور کسی نبی کی نبوّت
اُس وقت تک ثابت نہیں ہوسکتی اور نہ ہی کسی کو
کمالِ روحانی حاصل ہوسکتا ہے جب تک کہ آپؐ
کی مُہر (تصدیق) اُس کے ساتھ نہ ہو۔ چنانچہ مولوی
آلِ حسن صاحب نے اپنی کتاب استفتاء
برحاشیہ ازالۃ الاوہام ص۲۷۹ میں لکھا ہے۔

"انبیاء بنی اسرائیل پر ایمان لانے
کی بجز تصدیق حضرت خاتم النبیینؐ
کے اَور کوئی سبیل باقی نہیں رہی۔"

اور اب کوئی روحانی فیض بجز متابعت حضرت
محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہیں مل سکتا۔ حضرت مسیح موعود
علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"وہ خاتم الانبیاء بنے مگر ان معنوں
سے نہیں کہ آئندہ اس سے کوئی
روحانی فیض نہیں ملے گا بلکہ اِن
معنوں سے کہ وہ صاحبِ خاتم
ہے۔ بجز اس کی مُہر کے کوئی فیض
کسی کو نہیں پہنچ سکتا اور اس کی
اُمّت کے لئے قیامت تک مکالمہ
اور مخاطبہ الٰہیہ کا دروازہ کبھی بند
نہیں ہوگا۔ اور بجز اس کے کوئی
صاحبِ خاتم نہیں۔ ایک وہی ہے
جس کی مُہر سے ایسی نبوت بھی مل سکتی
ہے جس کے لئے اُمّتی ہونا لازمی
ہے۔ اور اس کی ہمّت اور ہمدردی
نے اُمّت کو ناقص حالت پر چھوڑنا
نہیں چاہا اور اُن پر وحی کا دروازہ
جو حصولِ معرفت کی اصل جڑ ہے بند
رہنا گوارا نہیں کیا۔ ہاں اپنی ختمِ
رسالت کا نشان قائم رکھنے کیلئے
یہ چاہا کہ فیضِ وحی آپؐ کی پیروی
کے وسیلہ سے ملے اور جو شخص اُمّتی
نہ ہو اُس پر وحی کا دروازہ بند ہو۔
سو خدا نے اِن معنوں سے آپؐ کو
خاتم الانبیاء ٹھہرایا۔"
(حقیقۃ الوحی ص۲۷)

اور دوسری جگہ فرماتے ہیں:۔

"اگر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی اُمّت میں سے نہ ہوتا اور آپؐ
کی پیروی نہ کرتا تو اگر دنیا کے تمام
پہاڑوں کے برابر میرے اعمال ہوتے

تو پھر بھی میں کبھی شرفِ مکالمہ ومخاطبہ
ہرگز نہ پاتا۔ کیونکہ اب بجز محمدی نبوت
کے سب نبوتیں بند ہیں۔ شریعت والا
نبی کوئی نہیں آسکتا اور بغیر شریعت
کے نبی ہو سکتا ہے مگر وہی جو پہلے
اُمتی ہو۔" (تجلیات الٰہیہ صفحہ ۲۵)

(۲) خَاتَم بمعنی انگوٹھی۔ خَاتَم بفتح تاء
کے ایک معنے انگوٹھی کے لئے جاتے ہیں۔ انگوٹھی
سے دو باتیں ظاہر ہوتی ہیں (۱) زینت (۲) احاطہ۔

۱۔ زینت۔ جیسے انگوٹھی پہننے والے کیلئے
باعثِ زینت ہے اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
تمام انبیاء کی زینت ہیں۔ جیسے خاندان کا سب سے
بڑا بزرگ آدمی سارے خاندان کی زینت کا باعث
ہوتا ہے اور سارا خاندان اس کے وجود پر فخر کرتا ہے
ویسے ہی انبیاء کرام کا مقدس گروہ آپؐ کے وجودِ
مسعود کو اپنے لئے باعثِ فخر اور زینت سمجھتا ہے
اور یہ معنے تفسیر فتح البیان جلد ۷ صفحہ ۲۸۶ پہ مذکور
ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

(۱) اَنَا سیّد وُلد اٰدم یوم
القیامة ولا فخر۔

(۲) بیدی لواء الحمد ولا فخر۔

(۳) وما من نبیٍّ یومئذٍ اٰدم
فمن سواه اِلّا تحت لوائی۔

(ترمذی کتاب المناقب)

۲۔ احاطہ۔ انگوٹھی کے دوسرے معنے
احاطہ کے ہیں تفسیر فتح البیان جلد ۷ صفحہ ۲۸۶ میں یوں
لکھا ہے :۔

"ومعنی الثانی انّه صَارَ
کالخاتم الّذی یختمون به
ویتزیّنون بکونه منهم"

جس طرح انگوٹھی انگلی کو گھیرے ہوئے ہوتی ہے اسی
طرح آپؐ تمام نبیوں پہ محیط ہیں یعنی جس قدر خوبیاں
اور کمالات دوسرے انبیاء میں فرداً فرداً پائے
گئے وہ سب کے سب آپ کی ذاتِ والا صفات
میں بدرجہ اتم موجود ہیں اور آپؐ جامع جمیع کمالاتِ
انبیاء ہیں اور علی الاطلاق سب انبیاء سے افضل و
برتر ہیں۔

(۳) خاتَم بمعنی آخر۔ خاتَم بفتح تاء ہو تو
اس کے معنے آخر کے بھی ہوتے ہیں۔ خاتم النبیّین
سے اگر یہ مراد لی جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
تمام صاحبِ شریعت انبیاء کے آخر میں آئے ہیں، اور
النبیّین میں الف لام ایسا ہی ہے جیسا کہ یقتلون
النبیین میں ہے۔ اگر یہاں الف لام استغراق مراد
لیں تو پھر ان معنوں کی رُو سے حضرت عیسٰی علیہ السلام
بھی دوبارہ نہیں آسکتے کیونکہ اِس لحاظ سے آخری
وہ ہو جائیں گے۔ خود نبی پاک علیہ السلام سے بھی یہی
معنے ثابت ہیں۔ آپؐ فرماتے ہیں :۔

فَاِنّی اٰخرُ الانبیاء و اِنَّ
مسجدی اٰخر المساجد۔

(مسلم کتاب الحج باب فضل الصلوٰة فی مسجد مکة والمدینة)

جیسے آپؐ کی مسجد کے بعد لکھوکھہا مساجد کا بن جانا آخر المساجد کے خلاف نہیں ایسے ہی شریعتِ محمدیہ کے تحت کسی نبی کا آنا آخر الانبیاء کے خلاف نہیں۔ جیسی یہ مساجد اُسی مسجد نبویؐ کا ایک مظہر و نمونہ بلکہ ایک حصہ ہو کر جائز ہو سکتی ہیں ویسے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت کا نمونہ و مظہر و مصدق ہو کر نبی بھی جائز ہو سکتا ہے۔ اگر یہ تسلیم کیا جائے کہ لفظِ خاتم النبیّین اسی امر کا مقتضی ہے کہ نبوت کے تمام افراد کو بند کرتا ہے تو مندرجہ ذیل احادیث میں لفظ خاتم کا بھی یہی مطلب لینا پڑے گا۔

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

اطمئنّ یا عمّ فانّك خاتم
المهاجرين فی الهجرة كما
انا خاتم النبيّين فی النبوّة۔
(کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۷۸)

(۲) انا خاتم الانبياء وانت
يا علی خاتم الاولياء۔
(صافی زیر آیت خاتم النبیّین)

ان دونوں حدیثوں میں کیسا تطابق ہے۔ جیسے حضور علیہ السلام خاتم النبیّین اور حضرت علیؓ خاتم الاولیاء ہیں۔ اگر خاتم المہاجرین میں مکّہ کی تخصیص ہے تو خاتم النبیین میں شریعت کی۔

غرضیکہ جو معنے ہم نے کئے ہیں اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال اور آپؐ کا سردارِ دو جہاں اور افضل الانبیاء ہونا ظاہر ہوتا ہے۔

اور جس قسم کی نبوت کو ہم آپؐ کے بعد جاری مانتے ہیں وہ آنحضرتؐ کی پیروی سے ملتی ہے اور صرف اسی کو ہی مل سکتی ہے جو اُمّتی ہو۔ غیر مذاہب والے جب تک کہ وہ اسلام میں داخل نہ ہوں، وحی کی نعمت سے محروم ہیں۔ اور ان معنوں کے لحاظ سے کسی ولی اور کسی عالم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی کے آنے سے انکار نہیں کیا۔

سلفِ صالحین میں سے کئی بزرگوں نے بعض ائمہ و اکابر کے لئے خاتم یا آخر کا لفظ استعمال کیا ہے۔ جہاں بھی خَاتَم کا لفظ استعمال ہوا ہے کمال کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ کیونکہ خاتم کا لفظ کمال کے معنوں میں بکثرت عربی زبان میں استعمال ہوتا ہے۔ اور انہی معنوں میں حضرت غوث الاعظم سیّد عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ختم کا لفظ اپنے قول "بِكَ تُخْتَمُ الولاية" (فتوح الغیب مقالہ ۲۲) میں استعمال کیا ہے۔ جس کے یہ معنے ہیں کہ پھر تُو سلوک کی منزل طے کرتے کرتے ایسے اعلیٰ مقام پہ پہنچ جائیگا جہاں یہ ولایت ختم ہو جائے گی یعنی تُو خاتم الاولیاء بن جائے گا۔ انہی معنوں میں یہ لفظ فارسی اور اُردو میں استعمال ہونے لگا ہے۔ چنانچہ فارسی زبان کا ایک مشہور شاعر انوری غیاث الدین بادشاہ کی تعریف میں کہتا ہے:-

؎

مادرِ گیتی نزادہ زیر چرخِ چنبری
بادشاہے چوں غیاث الدین گدا چوں انوری

بر تو سلطانیست ختم و بر منِ مسکیں سخن
چوں شجاعت بر علیؓ و بر نبی پیغمبری

یعنی جس طرح رسول مقبولؐ پہ نبوت اور حضرت علیؓ پر شجاعت ختم ہے اسی طرح غیاث الدین پر بادشاہی اور مجھ پر شاعری ختم ہے۔

دیوبندی حضرات نے بھی اس لفظ کا استعمال کیا ہے۔ کیا وجہ ہے کہ وہاں پر لفظ خاتم کی مذکورہ خصوصیت قائم نہیں رہتی کہ جس اسم کی طرف مضاف ہو اس کے تمام افراد کی حد بندی بلکہ خاتمہ کر دیوے۔

(۱) فتوحاتِ مکیہ جلد اوّل کے ٹائٹل پر شیخ اکبر کو خاتم الاولیاء لکھا ہے۔

(۲) امام ابن تیمیہ کی نسبت امام سیوطیؒ نے الاشباہ والنظائر جلد ۳ صفحہ ۳۱۰ میں آخر المجتہدین کا لفظ استعمال کیا ہے۔

(۳) مولوی محمود الحسن صاحب دیوبندی نے اپنی کتاب مقتدا میں مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کی نسبت خاتم الاولیاء و المحدثین کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔
(مرثیہ ٹائیٹل)

(۴) خود مولوی محمود الحسن صاحب کو خاتم المفسرین کہا گیا ہے۔ (اسیر مالٹا ٹائیٹل صفحہ ۳)

(۵) مولوی محفوظ علی گنگوہی نے العرف الشذی علیٰ جامع الترمذی کے ٹائیٹل پر مولوی انورشاہ مدرس اعلیٰ دیوبند کی نسبت یوں لکھا ہے:-

"نحمدہ علی ما منّ علینا بنشر
تعلیقات مستفادۃ من
الدروس الحدیثیۃ للعلامۃ
خاتم المحدثین والمفسرین
زبدۃ الفقہاء والمتکلمین
مولانا السیّد محمد انورشاہ
شیخ الحدیث"

حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم لفظ خاتم کا مفہوم کیا سمجھے؟

سورہ احزاب کی آیت خاتم النبیین مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلٰكِن رَّسُولَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ۵ھ میں نازل ہوئی (روح المعانی و تاریخ الخمیس جلد ا صفحہ ۵۶۴) اور حضور علیہ السلام کے فرزند ارجمند ابراہیم ۸ھ میں پیدا ہوئے اور ربیع الاوّل ۱۰ھ کو بروز منگل فوت ہوگئے۔ (تاریخ الخمیس جلد ۲ صفحہ ۱۶۲) ان کی وفات پر حضورؐ نے فرمایا:-

لَوْ عَاشَ لَكَانَ صِدِّيقًا نَبِيًّا۔

(ابن ماجہ جلد ا صفحہ ۲۳۷ مطبوعہ مصر)

کہ اگر ابراہیم زندہ رہتا تو ضرور نبی ہوتا۔
اور اس حدیث کے متعلق شہاب علی البیضاوی جلد ۷ صفحہ ۱۷۵ میں لکھا ہے:-

أَمَّا صِحَّةُ الحديث فلا شبهة فيها لِأَنَّهٗ رواه ابن ماجة وغيره كما ذكرهٗ ابن حجر۔

یعنی اس حدیث کی صحت میں کوئی شبہ نہیں۔ جیسا کہ ابن حجر نے ذکر کیا ہے کہ اس حدیث کو ابن ماجہ کے علاوہ اور محدثین نے بھی ذکر کیا ہے۔

امام ملا علی قاری رحؒ نے اپنی کتاب موضوعات کبیر صفحہ ۵۹ پر یوں ذکر کیا ہے:۔

"لَوْ عاشَ ابراهيم و صارَ نبيًّا وكذا لو صار عمر نبيًّا لكان مِن اتباعه عليه السلام فلا يناقض قوله خاتم النبيّين اذ المعنى انّهٗ لا يأتي نبيٌّ ينسخُ ملّتهٗ و لم يكن من اُمّته"

(موضوعات کبیر صفحہ ۵۹)

یعنی اگر (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند ارجمند) ابراہیم زندہ رہتے اور نبی ہو جاتے اور اسی طرح اگر حضرت عمرؓ نبی ہو جاتے تو وہ دونوں آپؐ کے متبعین میں سے ہوتے۔ پس ان کا نبی ہونا خدا کے قول خاتم النبیین کے مخالف نہ ہوتا کیونکہ خاتم النبیین کے یہی معنے ہیں کہ آپؐ کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آسکتا جو آپؐ کی شریعت کو منسوخ کرے اور آپؐ کی اُمت میں سے نہ ہو۔

پس آیت خاتم النبیین کے نزول پر پانچ سال گزر جانے کے بعد حضرت سرورِ کائنات، فخرِ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا ثابت کرتا ہے کہ حضورؐ نے آیت خاتم النبیین سے نبوت کو بکلی مسدود نہیں سمجھا۔ پھر حضور علیہ السلام نے آنے والے مسیح کو نبی اللہ فرمایا۔ نیز فرمایا کہ:۔

"ابو بكرٍ افضلُ هٰذهِ الأُمّةِ الّا ان يكون نبيًّا"

(کنوز الحقائق حدیث خیر الخلائق صفحہ ۴)

کہ ابوبکرؓ اس اُمت میں سے افضل ہیں مگر یہ کہ کوئی نبی ہو۔ یعنی اگر امت میں سے کوئی نبی ہوا تو وہ حضرت ابوبکرؓ سے افضل ہوگا۔ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوگیا کہ آنے والا نبی اسی اُمت میں سے ہونا چاہیئے نہ کہ باہر سے۔

صحابہ کرامؓ خاتم النبیین سے کیا سمجھے؟

حضرت عائشہؓ کا مرتبہ اہلِ علم حضرات سے مخفی نہیں۔ آپؓ قرآن مجید اور احادیث کے سمجھنے میں یدِطولیٰ رکھتی تھیں۔ آپ فرماتی ہیں:۔

"قُولُوا انّه خاتم الأنبياءِ ولا تقولوا لا نبيَّ بَعْدَهٗ"

(درمنثور جلد ۵ صفحہ ۲۰۴۔ تکملہ مجمع البحار صفحہ ۸۵)

کہ تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین تو کہو مگر یہ نہ کہو کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔

حضرت عائشہؓ کے اس قول سے ظاہر ہے

کہ جو لوگ الفاظ خاتم النبیین اور لا نبی بعدی سے یہ سمجھتے ہیں کہ آپ کے بعد بالکل کوئی نبی نہیں آسکتا وہ غلطی پر ہیں۔

سلف صالحین خاتم النبیین سے کیا سمجھے؟

(۱) حضرت امام عبدالوہاب الشعرانیؒ فرماتے ہیں:۔

"و قولہ صلی اللہ علیہ وسلم
لا نبی بعدی ولا رسول
المراد بہ لا مشرّع بعدی۔"

(الیواقیت والجواہر جلد ۲ صفحہ ۴۲)

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث لا نبی بعدی سے یہی مراد ہے کہ میرے بعد کوئی صاحب شریعت جدیدہ نبی اور رسول نہیں آسکتا۔

(۲) حضرت ملا علی قاریؒ جو حنفی فرقہ کے ایک بڑے امام گزرے ہیں اپنی کتاب موضوعات کبیر صفحہ ۵۹ میں یہ لکھ کر کہ ابراہیم اور عمرؓ زندہ رہتے اور نبی بن جاتے تو وہ دونوں آپ کے پیرو ہوتے آگے فرماتے ہیں:۔

"فلا یناقض قولہ خاتم
النبیین اذا المعنی انہ لا
یاتی بعدہ نبی ینسخ ملتہ
و لم یکن من امتہ۔"

کہ ابراہیم اور عمرؓ کا نبی ہو جانا اللہ تعالےٰ کے قول خاتم النبیین کے خلاف نہ ہوتا کیونکہ خاتم النبیین کے یہ معنے ہیں کہ آپ کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آسکتا جو آپ کی اُمت سے نہ ہو اور آپ کی ملت اور شریعت کو منسوخ کرے۔

(۳) حضرت محی الدین ابن عربیؒ فرماتے ہیں:۔

"فالنبوۃ ساریۃ الی
یوم القیامۃ فی الخلق و
ان کان التشریع قد
انقطع فالتشریع جزء
من اجزاء النبوۃ۔"

(فتوحات مکیہ جلد ۲ صفحہ ۱۰۰)

یعنی نبوت مخلوق میں قیامت تک جاری ہے گو تشریعی نبوت منقطع ہو گئی ہے۔ پس شریعت کا لانا نبوت کے اجزاء میں سے ایک جزو ہے۔

(۴) حضرت شاہ ولی اللہؒ مجدد بارھویں صدی فرماتے ہیں:۔

"لان النبوۃ تتجزی و
جزء منہا باق بعد
خاتم الانبیاء۔"

(المسوّی شرح الموطا جلد ۲ صفحہ ۲۱۶ مطبوعہ دہلی)

کیونکہ نبوت قابل تقسیم ہے اور اس کی ایک جزو خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد باقی ہے۔"

پھر فرماتے ہیں:۔

"خُتِمَ بِهِ النَّبِيُّوْنَ اَیْ لَا يُوْجَدُ مَنْ يَّأْمُرُهُ اللهُ سُبْحَانَهٗ بِالتَّشْرِيْعِ عَلَى النَّاسِ"
(تفہیماتِ الٰہیہ جلد ۲ صفحہ ۷۲)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہونے کے یہ معنی ہیں کہ اب کوئی ایسا شخص پیدا نہیں ہوگا جسے خدا تعالیٰ شریعت دیکر لوگوں کی طرف مامور کرے۔

(۵) حضرت امام محمد طاہرؒ نے تکملہ مجمع البحار صفحہ ۸۵ میں حضرت اُمّ المومنین عائشہؓ کا قول نقل کرکے حدیث لا نبیّ بعدی کے یہ معنے کئے ہیں:-

"اَرَادَ لَا نَبِيَّ يَنْسَخُ شَرْعَهٗ"

کہ آنحضرتؐ کے اس قول سے یہ مراد ہے کہ آپؐ کے بعد ایسا نبی نہیں آسکتا جو حضور علیہ السلام کی شریعت کو منسوخ کرنیوالا ہو۔ بالفاظِ دیگر حضورؐ کے بعد ایسے نبی کا آنا ممتنع نہیں جو حضورؐ کا پیرو ہو۔

(۶) علاّمہ السیّد شریف محمد بن رسول الحسینی البرزنجی ثم المدنی جن کا شمار مجدّدین میں کیا گیا ہے اپنی کتاب الاشاعة لاشراط الساعة صفحہ ۲۲۶ میں ملّا علی قاریؒ کا یہ قول نقل فرماتے ہیں:-

"وَ اَمَّا حَدِيْثُ لَا وَحْيَ بَعْدِيْ بَاطِلٌ لَا اَصْلَ لَهٗ نَعَمْ وَرَدَ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ وَمَعْنَاهُ عِنْدَ الْعُلَمَاءِ لَا يَحْدُثُ بَعْدَهٗ نَبِيٌّ بِشَرْعٍ يَنْسَخُ شَرْعَهٗ"

یعنی یہ حدیث کہ میرے بعد وحی نہیں باطل اور بے اصل حدیث ہے۔ ہاں لا نبیّ بعدی آیا ہے اور اس کے معنی علماء کے نزدیک یہ ہیں کہ آپؐ کے بعد کوئی ایسا نبی پیدا نہ ہوگا جو ایسی شریعت لائے جس سے آنحضرتؐ کی شریعت منسوخ ہو جائے۔

(۷) سید عبد الکریم جیلی مشہور صوفی لکھتے ہیں:-

"فَانْقَطَعَ حُكْمُ نُبُوَّةِ التَّشْرِيْعِ فَكَانَ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وسلم خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ لِاَنَّهٗ جَاءَ بِالْكَمَالِ وَلَمْ يَجِيءْ اَحَدٌ بِذٰلِكَ" (الانسان الکامل باب ۳۶)

کہ تشریعی نبوت منقطع ہو گئی ہے پس محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ کیونکہ آپؐ کامل شریعت لائے ہیں اور کوئی اور نبی کامل شریعت نہیں لایا۔

ان متعدد حوالوں سے یہ بات عیاں ہے کہ اُمتِ مسلمہ آیت خاتم النبیین اور حدیث لا نبیّ بعدی کا مفہوم یہی سمجھتی رہی ہے:-

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نئی شریعت لانے والا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کو منسوخ کرنے والا

نہیں آسکتا۔

(۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اُمّتی نبی کے ظہور سے خاتمیتِ محمدیہ میں کوئی فرق نہیں آسکتا کیونکہ ایسا نبی شریعتِ محمدیہ کے ماتحت ہوگا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دعویٰ بھی اُمّتی اور ظلّی نبی کا ہے نہ کہ شریعتِ جدیدہ کا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"صرف اس نبوت کا دروازہ بند ہے جو احکام شریعت جدیدہ (یعنی نئی شریعت) ساتھ رکھتی ہو"

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۸۱)

پھر فرمایا:۔

"اب بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں۔ شریعت والا نبی کوئی نہیں آسکتا اور بغیر شریعت کے نبی ہو سکتا ہے مگر وہی جو پہلے اُمّتی ہو" (تجلیاتِ الٰہیہ ص۲۶)

پس اس لحاظ سے جماعت احمدیہ کا کوئی عقیدہ خدا تعالیٰ کے فرمودہ کے خلاف نہیں اور ہم اس شخص کو ناپاک اور مردود سمجھتے ہیں جو سید المرسلین خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرے۔

بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ پر ہمارے دشمن نا سمجھی سے ناپاک سے ناپاک افترا اور بہتان باندھ کر جھوٹی باتیں بنا کر لوگوں کو ان سے متنفر کر رہے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"مجھے اللہ جلّ شانہٗ کی قسم ہے کہ میں کافر نہیں۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ میرا عقیدہ ہے اور وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ پر آنحضرتؐ کی نسبت میرا ایمان ہے۔"

(کرامات الصادقین ص۲۵)

اور آپؑ اپنے دعویٰ کے متعلق فرماتے ہیں:۔

"میں نبی اور رسول نہیں ہوں باعتبار نئی شریعت اور نئے دعویٰ اور نئے نام کے۔ اور میں نبی اور رسول ہوں یعنی باعتبار ظلّیت کاملہ کے میں وہ آئینہ ہوں جس میں محمدی شکل اور محمدی نبوت کا کامل انعکاس ہے۔" (نزول المسیح ص۳)

آپؑ کی بعثت کا مقصد صرف اور صرف یہی تھا کہ خدا کے دین کی عظمت ظاہر ہو، اس کا جلال چمکے۔ اس کا بول بالا ہو اور یہ ثابت کیا جائے کہ ہمیشہ کی روحانی زندگی والا نبی اور جلال اور تقدس کے تخت پر بیٹھنے والا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے۔

مکرم نسیم سیفی صاحب وکیل التعلیم ربوہ

مشورہ

چاند تاروں کی طرح ظلمت میں تابندہ رہو
قلب و چشم و گوش کی دنیا میں پائندہ رہو

کاروانِ وقت کی رفتار کا رکھو خیال
موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر زندہ رہو

بے اثر ہے مردِ مومن پر فسونِ روز و شب
منزلوں پر منزلیں پاکر بھی جوئندہ رہو

حُسنِ فطرت کی حقیقت، رنگ و بُو کا امتزاج
تم شعاعِ مہر کی مانند رقصندہ رہو

خون کے پیاسے کو ملے گی اس کی تشنگی
ضامنِ امن و اماں بن جاؤ تم زندہ رہو

راستوں کو پھر عطا کر دو نظر کی روشنی
اہلِ ایماں کی جبیں کی طرح تابندہ رہو

لوگ بدلیں تو بدلنے دو انہیں لیکن نسیمؔ
جیسے تم پہلے رہے ویسے ہی آئندہ رہو

مکرم عبد الرحمٰن صاحب شاکر۔ ربوہ

۱۴ اگست ۱۹۴۷ء

محمد بن قاسم کے زمانہ سے لے کر آج تک ہندو اور مسلم دونوں ایک ملک میں رہے مگر چونکہ دونوں کی تہذیب، تمدن، دین، رسم الخط، رسم و رواج اور نقطہ ہائے نظر الگ الگ تھے لہذا کبھی بھی گھل مل کر نہ رہ سکے۔ ہندو مذہب محض ایک سوشل سسٹم ہے جس میں روحانیت کا کوئی حصہ نہیں۔ اس مذہب نے اسلام کے ساتھ تو کیا مل کر رہنا تھا یہ تو بدھ مذہب کے ساتھ بھی نہ چل سکا جو دراصل یہاں کی ہی پیداوار تھی اور آخر کار اسے دیس نکالا دیکر ہی دم لیا۔ ہندوستان کی تاریخ پر نظر ڈال کر دیکھ لیں یہ دونو مذاہب ہمیشہ الگ الگ روش پر گامزن رہے۔

البیرونی نے جو محمود غزنوی کے ہمراہ آیا تھا اپنی تصنیف "کتاب الہند" میں لکھا ہے کہ ہندوؤں کے تمام مظاہرے ان لوگوں کے خلاف ہوتے ہیں جو اُن کے مذہب کے پیرو نہ ہوں۔ یہ لوگ تمام غیر ملکیوں کو ملیچھ یعنی ناپاک کہتے ہیں۔ دوسرے لوگوں سے نہ سوشل تعلقات رکھتے ہیں نہ شادی بیاہ کرتے ہیں نہ نشست و برخاست۔ اگر اُن سے چھو جائیں تو ان کی ہر چیز بھرشٹ ہو جاتی ہے۔

سر ویلنٹائن چیرل اپنی کتاب Indian Unrest میں لکھتے ہیں کہ ہندوستان میں سیاسی اتفاق کبھی نہیں ہوا سوائے کسی غیر ملکی فاتح کے ماتحت ہونے کے۔

مسلمانوں نے یہاں ایک ہزار سال کے قریب حکومت کی اور پھر ازلی قانون کے تحت زوال پذیر ہو گئے۔ انگریز آئے تو تجارت کرنے تھے مگر حاکم بن بیٹھے۔ ہندو قوم پہلے ہی مسلمانوں سے متنفر تھی، انگریز بھی مسلمانوں کو پسند نہ کرتے تھے، گویا مسلمان دونوں کے دھتکارے ہوئے بن گئے۔ K. M. Pannikar اپنی کتاب A Survey of Indian History میں لکھتے ہیں کہ یو۔پی کے بنیوں، ایسٹ انڈیا کمپنی اور کلکتہ کے مارواڑی سیٹھوں کے درمیان گویا ایک معاہدہ طے پا گیا تھا کہ مسلمانوں کو خوب لتاڑا جائے۔ انگریز تو اصل میں مسلمانوں سے سخت خائف تھے کہ یہ کہیں اپنی گم شدہ حکومت واپس لینے کی کوشش نہ کریں۔

یہ حالات تھے جب ۱۹۰۶ء میں مسلم لیگ کا پہلا اجلاس ڈھاکہ میں نواب سر محمد سلیم اللہ خان صاحب

کے مکان پر ہوا۔ اور مسلمانوں نے اپنی ہستی کی بقاء کے لئے جدوجہد شروع کی۔ ان لوگوں کے بُرے عزائم دیکھ کر محمد علی جناح جیسا با اصول کانگرسی بھی علیحدہ ہو گیا۔

۱۹۲۱ء میں مسلمانوں نے ٹرکی کی زوال پذیر خلافت کے لئے جوش دکھایا۔ اس موقعہ پر کانگرس نے مسلمانوں سے بظاہر تعاون شروع کیا مگر دُور دُور رہتے ہوئے۔ گاندھی جی نے مسلمانوں کے خرچ پر تمام ہندوستان کا دَورہ شروع کر دیا۔ جس میں ہندو مسلم اتحاد پر زور دیا جاتا تھا مگر در پردہ انگریز کی مخالفت اپنے نقطہ نظر سے کرتے تھے علی برادران نے جو گھسان کی جگہ کود پڑتے تھے اسی جوش میں علیگڑھ یونیورسٹی کے خلاف بھی دھاوا بول دیا مگر کسی ہندو نے بنارس یونیورسٹی کے خلاف ایک حرف بھی نہ کہا۔ اور جب لارڈ ریڈنگ نے گاندھی سے شکوہ کیا کہ تم نے تمام ہندوستان میں آگ لگا دی ہے تو بڑی معصومیت سے کہہ دیا کہ میں تو ایک سال سے دَورے پر ہوں، اخبار تک کبھی نہیں دیکھ سکا۔ مجھے کچھ خبر نہیں کہ علی برادران اور مسلمان لیڈروں نے کیا تقاریر کی ہیں۔ اسی موقعہ پر اکبر الٰہ آبادی نے یہ شعر کہا تھا ؎

بُدھو میاں بھی حضرت گاندھی کے ساتھ ہیں
گو گرد راہ ہیں مگر آندھی کے ساتھ ہیں

خلافت کے شوق میں مسلمانوں نے ہندوستان کو دارالحرب قرار دیکر ہجرت بھی کی' قید ہوئے' مگر جلد ہوش میں آگئے اور اپنا ہی نقصان کر کے بیٹھ گئے۔ ایسی مُنت جاری ہوئی تھی کہ مغضوب اللہ کا فرِ اعظم شردھانند کو جامع مسجد دہلی کے منبر پر بیٹھ کر تقریر کی اجازت دیدی۔

اسی زمانہ میں شدھی کی تحریک ہندوؤں نے چلائی کہ تمام مسلمانوں کو شُدھ یعنی پاک کر کے اپنے اندر ضم کر لیں اور یہاں تک سکیم بنی کہ عرب میں "اوم" کا جھنڈا گاڑا جائے۔ ان دنوں "آریہ مسافر" رسالہ آگرہ سے شائع ہوا کرتا تھا۔ ظفر علی خان نے اسی رعایت سے حسب ذیل اشعار لکھے تھے ؎

سُنا ہے کہ اک آگرے کا مسافر
اُٹھائے ہوئے سر پہ ویدوں کے بستے
عراق عرب میں پہنچ کر پکارا
نمستے علیکم۔ علیکم نمستے
کبھی بھاؤ چنگا تھا ہندو دھرم کا
ہیں لیکن اب اِس جنس کے دام سستے
یہ وہ بِل ہے جس میں گھسا چاہتے ہیں
تمام اہلِ اسلام شدھی کے رستے
اگر دھوتیاں باندھ لیتے مسلمان
تو کیوں ان پہ اینٹ اور پتھر برستے

الغرض صدیوں سے اکٹھے رہنے کے باوجود ہندوؤں نے کبھی بھی مسلمانوں کے قریب آنے کی کوشش تو کیا کرنی تھی نفرت ہی کرتے رہے۔ کبھی ان کو بھائی نہ بنایا، ہاں سوتیلا بھائی ضرور سمجھا۔ غرضیکہ بے شمار دفعہ کوشش ہوئی مگر بے سُود۔

۱۹۲۰ء میں چوہدری رحمت علی صاحب ہوشیارپوری نے

نے جو اُن دنوں کیمبرج میں تعلیم پا رہے تھے ایک ٹریکٹ
شائع کیا جس میں شمالی ہندوستان کے صوبوں کے
ناموں کے پہلے حروف سے لفظ پاکستان ایجاد کیا۔
اس پر تمام دنیا نے مذاق اُڑایا۔ مگر ۱۹۳۰ء کے جلسۂ
مسلم لیگ میں علامہ اقبال نے بھی اپنے خطبۂ صدارت
میں ایک ایسی ہی اسلامی سلطنت بنائے جانے کے
متعلق اشارہ کیا۔

۱۹۳۱ء کی گول میز کانفرنس میں سر چمن لال سیتلواد
نے سر آغا خاں مرحوم اور قائدِ اعظم محمد علی جناح کو
ایک پرائیویٹ میٹنگ میں پوچھا کہ اگر کوئی قابلِ عمل
تجویز طے پا جائے تو کیا مسلمان علیحدہ انتخاب کے حق کو
چھوڑ دیں گے؟ انہوں نے کہا کہ اگر تم ہمارے جائز
مطالبات مان لوگے تو ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ سر
چمن لال نے پھر پوچھا کہ اگر تمام مطالبات پر ہمارا
تمہارا اتفاق ہو جائے تو پھر؟ انہوں نے کہا تو ایسی
صورت میں تم قیادت کرنا ہم پیچھے چلیں گے۔

مگر بعض کٹر مہاسبھائی ذہنیت کے لیڈروں
نے اتفاق نہ کیا۔

دوسری گول میز کانفرنس کے موقعہ پر کوئی قابلِ
عمل تجویز ہو جاتی تھی مگر گاندھی نے یہ ضد کر کے کہ
صرف وہی تمام ہندوستان کی طرف سے واحد
نمائندہ ہیں، کام خراب کر دیا۔ نو آبادیاتی حکومت
بھی نہ مل سکی۔ اکبر نے خوب کہا ہے ؎

اتحادِ باہمی اِس ملک میں آساں نہیں
کوئی سرسید ہے کوئی بابو آسوتوش ہے[۱]

انگلستان سے کئی تجاویز آئیں، وفود آئے،
نہایت مدبر لوگ سر جوڑ کر بیٹھے مگر ہندو مسلم سوال حل
نہ ہوا۔ کوئی یہ نہ کہہ سکتا تھا کہ پاکستان معرضِ وجود
میں آ جائے گا۔ ایک انگریز نے لکھا کہ "حقیقت کے مَس
سے ہی پاکستان غائب غلہ ہو جائے گا"[۲]

ہندو قوم پاکستان کی مخالفت میں یہاں تک
آ گئی کہ وہ ڈومینین سٹیٹس قبول کر لے گی مگر پاکستان
نہیں بننے دیگی۔ ۳۱ر مئی ۱۹۴۷ء تک گاندھی جی
مسلمانوں پر برس رہے تھے کہ خواہ تمام ہندوستان
کو آگ لگ جائے ہم پاکستان نہیں بننے دیں گے،
نہیں ہرگز نہیں بنے گا خواہ مسلمان تلوار کے ذریعہ
ہی منوانا چاہیں ہم مخالفت کریں گے۔

مگر خدا کے بندے محمد علی جناح نے بنیوں جیسی
شاطر قوم اور انگریز جیسی ہوشیار قوم سے آخر
پاکستان کا اصول منوا ہی لیا۔

اب ہندوستان کی تقسیم کا سوال پیدا ہوا۔
اس کے لئے ثالث کے طور پر لندن کے ایک انگریز
بیرسٹر سر سائرل ریڈ کلف کو ثالث مان لیا گیا۔ اس نے

---

[۱] سر آسوتوش مکرجی۔ کلکتہ یونیورسٹی کے وائس چانسلر
تھے۔ انہوں نے بنگالی زبان میں تعلیم شروع کرائی۔ یونیورسٹی
سر آسوتوش تھے اور آسوتوش یونیورسٹی۔ مذہباً سوامی دیانند
کے پیرو تھے۔ بہت قابل، لائق، ہمدرد مگر پکے ہندو تھے۔

[۲] The Making of Pakistan
(R. Symonds)

ہندوؤں کی شہ پر ایک ایسی تقسیم کی جس پر عقلِ سلیم ہمیشہ انگشت بدنداں رہے گی اور جو محیّر العقول ہے۔

قائدِ اعظم کے دوستوں نے ان کو بہت کہا کہ آپ اس ثالثی فیصلہ کو رد کر دیں۔ اس میں صریح بے ایمانی کی گئی ہے مگر وہ مردِ مجاہد اپنے اصول کا پکا تھا۔ فرمایا کہ جب ہم نے اُسے ثالث مان لیا تھا تو اب اس کا فیصلہ بھی ماننا پڑے گا۔ ... ...

پھر شاطر بساطِ فریب و ریا سے آج
بے چارہ سادہ لوح مسلماں ہُوا ہے مات
لائی ہیں رنگ دیر و کلیسا کی سازشیں
خنداں ہیں ہاکنانِ حرم پر منات و لات

لارڈ مونٹ بیٹن کا پریس سیکرٹری ایلن کیمپبل جانسن اپنی کتاب Mission with Mountbatten میں لکھتا ہے :-

(ترجمہ) "ریڈ کلف نے پنجاب اور بنگال کے فیصلے پر ۱۲ اگست کو دستخط کر دیئے تھے اور سلہٹ والے پر ۱۳ کو۔ ۱۶ اگست کو مونٹ بیٹن نے ان کی اشاعت کی اور ۱۷ اگست کو عوام الناس کو بتایا۔"

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر ۱۷ اگست کو فیصلہ کیوں شائع کیا گیا جبکہ پاکستان ۱۴ اگست سے معرضِ وجود میں آ چکا تھا؟ حقیقت یہ ہے کہ جواہر لال نہرو، مونٹ بیٹن اور کرشنا مینن نے مل کر اصل نقشہ تقسیم میں ۱۲ اور ۱۷ اگست کے درمیان ریڈ کلف سے تبدیلی کرائی تھی تاکہ گورداسپور کا مسلم اکثریت والا ضلع ہندوستان کو مل جائے۔ اس کے بغیر ہندوستان کو کشمیر کا رستہ نہیں مل سکتا تھا۔

نیز چونکہ ۱۷ اگست کو اتفاق سے عید الفطر تھی، مسلمانوں کے دلوں کو مجروح کرنے کے لئے یہ دن چُنا گیا۔ قادیان میں ۱۴، ۱۵ اگست کو پاکستان کا جھنڈا لہراتا رہا۔ ڈپٹی کمشنر مسٹر چیمہ نے چارج لے لیا اور قادیان سے ہوائی جہاز منگوا کر تمام ضلع کی صورتِ حال دیکھی۔ تمام طرف اطمینان کی لہر دوڑ گئی کہ چلو ہم لوگ پاکستان میں آ گئے مگر ۱۶ اگست کو متوحش خبریں آنی شروع ہوئیں تا آنکہ ۱۷ اگست (عید کی صبح) آل انڈیا ریڈیو نے واشگاف الفاظ میں کہہ دیا کہ ضلع گورداسپور کی تحصیل پٹھانکوٹ اور بٹالہ ہندوستان کو دیدی گئی ہیں۔

اس کے معاً بعد قائدِ اعظم نے ہندوؤں سے مطالبہ کیا کہ مشرقی اور مغربی پاکستان کے درمیان ہمیں Corridor دیا جائے۔ اس پر ہندوؤں نے جو شور و غوغا مچایا وہ لیونرڈ ماسلے مصنف The last days of British Raj کی زبان سے سُنیئے :-

(ترجمہ) "کانگرسی لیڈروں نے اس مطالبے کا جواب یوں دیا جیسے کتوں کی ٹولی کے درمیان پٹاخہ پھینک دیا

جائے اور وہ خوف زدہ ہو کر چلانے لگ جائیں۔ مگر جب ان کو معلوم ہوا کہ یہ پٹاخہ بے ضرر تھا تو کچھ سنبھل سے گئے۔

مسلمان ہرگز تقسیم کے شائق نہ تھے۔ دیکھئے سر چمن لال اپنی کتاب Recollections & Reflections میں لکھتے ہیں :۔

(ترجمہ) "تحریک پاکستان کی اصل بانی مبانی کانگرس تھی جنہوں نے فرقہ وارانہ سوال کو غلط طور پر چلایا اور جب ان کو حکومت ملی تو غلط رویہ اختیار کیا اور اس طرح اُس فرقے کے دماغ میں بے اعتمادی کی روح پھونکی جس کے باعث انہوں نے پاکستان کا مطالبہ کیا"

خود لارڈ مونٹ بیٹن نے سردار پٹیل کو سمجھایا کہ فرض کرو مسلمان یہاں سے چلے جائیں تو ملک میں کس قدر امن چین ہو جائے گا اور کانگرس کی راہ میں روڑے اٹکانے والا کوئی نہ ہو گا۔ تمام ملک میں ایک آزاد پارٹی ہو گی۔

قائداعظم کی رواداری اور نیک نیتی ملاحظہ ہو کہ ۱۵ اگست تک صوبہ سرحد میں ڈاکٹر خان صاحب وزیراعظم تھے مگر جب انہوں نے پاکستانی پرچم کو سلام کرنے سے انکار کر دیا تو گورنر سر جارج کننگھم کی رپورٹ پر قائداعظم نے ان کو ڈسمس کر دیا۔

ذرا پیچھے آیئے۔ ۷ اگست کو قائداعظم نے دہلی کو بعزم کراچی خیرباد کہا۔ گورنر جنرل کا سفید ڈکوٹا جہاز تیار کھڑا تھا۔ قائداعظم شیروانی جناح کیپ اور شلوار میں ملبوس تشریف لائے۔ ان کے ہمراہ محترمہ فاطمہ جناح تھیں لیفٹیننٹ ایس۔ ایم احسن اور فلائٹ لفٹیننٹ عطا ربی ایڈی کانگ تھے۔ جب جہاز دہلی کی فضاؤں میں بلند ہوا تو آپ نے شہر دہلی پر ایک نظر ڈالتے ہوئے فرمایا "میں سمجھتا ہوں کہ میں اس شہر کو آخری مرتبہ دیکھ رہا ہوں! اب قصہ ختم ہے"

یہ امر واقعہ ہے کہ ۷ اگست سے لیکر آخر دم تک قائداعظم نے ہمیشہ پاکستانی لباس ہی پہنا اور بہترین انگریزی سوٹ مقفل کر دیئے۔ یہ وضع داری کی بہترین مثال ہے۔

۴ گھنٹے کی اڑان کے بعد جب وہ کراچی پہنچے تو ایرپورٹ کے اردگرد ہجوم خلائق تھا۔ ابھی جہاز فضا میں ہی تھا کہ قائداعظم نے اٹھ کر نیچے نگاہ دوڑائی اور یوں معلوم ہوتا تھا کہ وہ پھر سے جوان ہو گئے ہیں کیونکہ اُن کو اپنی محنت کا پھل سامنے نظر آرہا تھا۔ جب جلوس گورنمنٹ ہاؤس کو روانہ ہوا تو ہر جگہ شادمانی اور مسرت کی لہر دوڑتی نظر آرہی تھی سوائے ہندوؤں کے محلوں کے جو کہ سخت ملول نظر آتے تھے اور قیام پاکستان سے قطعاً خوش نہ تھے۔

۱۳ اگست کی شام کو لارڈ مونٹ بیٹن مع

مختصر سے سٹاف کے آگئے کیونکہ انہوں نے اگلے دن ۱۴ اگست کو قیام پاکستان کا اعلان کرنا تھا اور یہ بھی اعلان کرنا تھا کہ پاکستان کے پہلے گورنر جنرل خود قائداعظم ہوں گے۔

اس سے قبل لارڈ موصوف نے بہت کوشش کی کہ کسی طرح ان کو ہندوستان اور پاکستان کا مشترکہ گورنر جنرل تسلیم کر لیا جائے مگر قائداعظم کی فراستِ مومنانہ نے تاڑ لیا تھا کہ اشتراک غیر مناسب ہے۔ اس پر عقیل خیرآبادی نے غضب کی رباعی کہی ؎

نہ ہوا پہ نہ ہوا رام گورنر جنرل
ہند کے بخت میں تھا مام گورنر جنرل
پاکستان کے لئے نیک شگون ہے عقیل
قائدِ اعظم اسلام گورنر جنرل

آخر خدا خدا کر کے ۱۴ اگست کا مبارک دن طلوع ہوا اور پاکستان کے سفید و سبز پرچم نے آزاد ہوا میں لہرانا شروع کیا۔ یہ ڈیزائن خود قائداعظم اور لیاقت علی خان نے تجویز کیا تھا۔ لارڈ مونٹ بیٹن کی خواہش تھی کہ اس کے اوپر کونے میں چھوٹا سا یونین جیک بھی ہو مگر قائداعظم بھلا یہ کب مان سکتے تھے۔

جب لارڈ مونٹ بیٹن ۱۳ اگست کو کراچی سے آئے تو کمشنر پولیس نے ایئرپورٹ پر ہی انکو بتا دیا کہ ۱۴ اگست کو جلوس کے وقت کچھ شرپسند عنصر بم مار کر قائداعظم اور مونٹ بیٹن دونوں کو مار ڈالنا چاہتے ہیں۔ مونٹ بیٹن نے کہا کہ جلوس کا رستہ تبدیل کر دیا جائے مگر جب یہ مسئلہ قائداعظم کے سامنے پیش ہوا تو انہوں نے سختی سے انکار کر دیا اور حکم دیا کہ جلوس پہلے راستہ سے ہی جائے گا۔

دربار سے واپس آ کر بیٹھے ہی تھے کہ قائدِ اعظم نے مونٹ بیٹن کو مخاطب کر کے فرمایا:-

"Thank God I have brought you back safe."

(ترجمہ) خدا کا شکر ہے کہ میں تمہیں صحیح سلامت واپس لے آیا ہوں۔"

اس وقت کراچی کی یہ حالت تھی کہ کوئی دفتر نہ تھا۔ نہ سٹیشنری تھی نہ کارکن تھے۔ نئی دہلی سے جو عملہ آنا تھا وہ ابھی تک پہنچا نہ تھا کسی کو پتہ نہ تھا کہ وہ کس دفتر سے متعلق ہے؟ کون اس کا افسرِ اعلیٰ ہے؟ دفتر خود کہاں واقع ہے؟ ہندو جاتے ہوئے یا تو پورا ریکارڈ ہمراہ لے گئے تھے یا ضائع کر گئے تھے۔ نیوی سرے سے تھی ہی نہیں۔ اکثر مسلمان سپاہی باہر کے ممالک میں ایک سوچی سمجھی سکیم کے ماتحت بھجوا دیئے گئے تھے۔ اُن کو واپس لانا بھی ایک مسئلہ تھا۔ باوجود تحریری وعدوں کے ہمارے حصہ کے سٹور (فوجی اور سویلین) نہ دیئے۔ ریل کے ڈبے تک لے گئے تھے۔ انجن چلانے کے لئے کوئلہ جھریا (مغربی بنگال) سے آیا کرتا تھا اسکی بجائے کوئٹہ سے ناقص کوئلہ لائے مگر وہ کام کا نہ تھا۔ قائد نے حکم دیا کہ تمام انجن ڈیزل آئل سے چلانے کا

اہتمام کیا جاتا ہے۔ خزانہ میں ایک پیسہ نہ تھا۔ آخر کراچی کے چند مسلمان سیٹھوں کو اعتماد میں لے کر ۶۰ کروڑ روپیہ ۲ دن کے اندر فراہم کرکے دیا گیا۔ مہاجرین روزانہ ہزاروں کی تعداد میں دھڑا دھڑ آرہے تھے۔ ان لٹے پٹے لوگوں کی رہائش، خوراک وغیرہ کا بندوبست کرنا تھا۔ دفاتر کے لئے جگہ تجویز کرنی تھی۔ میز کرسیاں تک مہیا کرنی تھیں۔ بالکل نیا گھر آباد کرنے والی بات تھی۔

الغرض پاکستان تاریخ کا ایک عجوبہ اور خدا تعالیٰ کا احسان ہے۔ اس طرح ایک ملک بننے کی کہیں مثال نہیں ملتی۔ اب یہ اہل پاکستان کا فرض ہے کہ وہ اسلامی اقدار کو یہاں رائج کریں اور قرآنی تعلیمات کی روشنی میں آگے بڑھیں۔ قائداعظم نے ہم کو ایک چھوٹا سا گھر دے دیا ہے۔ اس گھر سے انشاء اللہ اسلام کی نشأۃ ثانیہ ہوگی +

اشاعتِ قرآن مجید اور تبلیغ اسلام کے عظیم منصوبے کو وسیع تر کرنے کیلئے ہمارے پیارے امام حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ پاکستان سے باہر تشریف لے گئے ہیں۔ ہم آپ کی کامیابی اور بخیریت واپسی کے لئے دعا گو ہیں۔

(ادارہ)

تنویر احمد کیفی ربوہ

ربوہ

خدایا یہ مرا ربوہ ترے پیاروں کی بستی ہے
ترے بندوں کی بستی تیرے دلداروں کی بستی ہے

محمدؐ کے غلاموں کا یہاں پر آشیانہ ہے
کہ یہ شاہِ عرب کے نازبرداروں کی بستی ہے

ارے او دشمنِ غافل ابھی کچھ وقت ہے بچ جا
کہ یہ دارالاماں ہے اور بیداروں کی بستی ہے

جو ہوگا اس کی ویرانی کا خواہاں بچ نہیں سکتا
اُسے معلوم کیا کس کے جگر پاروں کی بستی ہے

امامِ وقت اِن لوگوں کو اپنی جاں سے پیارے ہیں
خلیفہ اور خلافت کے وفاداروں کی بستی ہے

یہی تو مرکزِ اسلام ہے اب ساری دنیا میں
یہی تو ملّتِ احمدؐ کے غمخواروں کی بستی ہے

قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے
ترے قرآن کے سچے وفاداروں کی بستی ہے

اُدھر بھی قادیاں میں تیری رحمت ہی برستی ہے
اِدھر یہ بھی ترے مہدیؑ کے سرشاروں کی بستی ہے

گل و بلبل کے افسانوں سے یہ بیزار بیٹھے ہیں
خداوندا یہ تیرے عشق کے ماروں کی بستی ہے

یہاں کیفی مئے عرفاں کے ساغر کھنکتے ہیں
کہ یہ بھی ساقیٔ کوثر کے میخواروں کی بستی ہے

مکرم سعید کلیم محمود صاحب۔ کراچی

حضرت مصلح موعودؓ کے احسانات

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود مرزا بشیر الدین محمود احمد رضی اللہ عنہ نے حیران کن قائدانہ صلاحیتوں ـــ فہم و فراست ـــ حسنِ تدبر ـــ استقلال ـــ محنت ـــ اور غیر معمولی تنظیمی دماغ کی بدولت وہ کارنامے انجام دیئے ہیں کہ شاید ابد تک کوئی شخصیت ان احسانات کا بدلہ نہ چکا سکے۔ نہ صرف جماعت احمدیہ بلکہ تمام عالم اسلام حضرت المصلح الموعودؓ کے احسانات کو فراموش نہیں کر سکتا۔

استحکامِ خلافت:۔ خلافت جیسی عظیم نعمت کی بدولت مسلمانوں کی صفوں میں ہمیشہ اتحاد رہا اور ایک عظیم عالمی قوت کی حیثیت سے انہوں نے دنیا کو مذہبی، تہذیبی، ثقافتی، علمی، تمدنی اور اخلاقی لحاظ سے متاثر کیا۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے طفیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق ہمیں اس نعمت کا وارث کیا۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے خلافت کی اہمیت کو محسوس کر کے اپنے عہدِ خلافت میں تحریر و تقریر کے ذریعے احبابِ جماعت کو خاص طور پر توجہ دلائی۔ اس سعی کے نتیجے میں ۱۹۱۴ء کے فتنہ "انکارِ خلافت" کے وقت، جو ایک خوفناک زلزلے سے کم نہ تھا، جماعت کی بہت بھاری اکثریت کو حق پر قائم رہنے کی توفیق ملی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے خلافتِ ثانیہ کے دَور میں خلافت کی اہمیت کو خاص طور پر واضح فرمایا۔ خلافتِ ثانیہ کے دَور میں کئی فتنے اُٹھے مگر حضور نے مقامِ خلافت کو مجروح نہیں ہونے دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی تائید سے ہمیشہ اس کی حفاظت فرمائی۔ یہی "استحکامِ خلافت" حضور کا بہت بڑا احسان ہے۔

غلط عقائد کی تردید:۔ ۱۹۱۴ء میں جماعتِ احمدیہ کے بعض عمائدین نے خلافت کا انکار کر کے لاہور میں ایک نئی انجمن کی بنیاد ڈالی۔ عام مسلمانوں میں مقبولیت حاصل کرنے کے لئے انہوں نے عقائد میں تبدیلی کی۔ یہ عقائد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کے منافی تھے۔ عقائد کے اختلاف کی یہ خلیج کافی وسیع ہوگئی۔ "مسئلہ نبوت"، "مسئلہ کفر و اسلام"، "انجمن اور خلافت"، "قدرتِ ثانیہ" اور

اسی قسم کے دیگر مسائل پیدا ہو گئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے خلافت کے ابتدائی دور میں کم عمری اور شدید مصروفیت کے باوجود ان اختلافی مسائل کے متعلق رہنمائی فرمائی اور ان مسائل کو اتنا واضح کیا کہ تمام وساوس اور شبہات کا ازالہ ہو گیا۔

جماعت کی شیرازہ بندی :۔ افراد جب تک ایک فعّال تنظیم میں منسلک نہ ہوں اُس وقت تک نہ تو اُن کی صلاحیتوں سے فائدہ اُٹھایا جا سکتا ہے اور نہ ہی انہیں جلا بخشی جا سکتی ہے۔ خلافتِ ثانیہ کے قیام کے وقت صدر انجمن احمدیہ جماعت کے نظم و نسق کو چلاتی تھی اور جملہ تربیتی امور کی نگرانی بھی کرتی تھی۔ حضور نے جہاں مقامی جماعتوں کی تنظیم اور مرکز سے اُنکے روابط کو زیادہ مضبوط کیا وہاں مرکزی تنظیم یعنی صدر انجمن احمدیہ کی کارکردگی اور افادیت کے معیار کو زیادہ بلند کرنے کے لئے "نظارتوں" کا نظام جاری فرمایا۔ ابتداء میں مندرجہ ذیل نظارتیں قائم کی گئیں۔

نظارت بیت المال۔ نظارت امور عامہ۔ نظارت امور خارجہ۔ نظارت دعوۃ و تبلیغ۔ نظارت تعلیم و تربیت۔ نظارت تالیف و تصنیف۔ نظارت ضیافت۔

مرکزی تنظیم کے علاوہ جماعت کے مختلف طبقوں کی منظم تربیت اور انہیں مستقبل کی اہم ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کے قابل بنانے کے لیے حضور نے مندرجہ ذیل ذیلی تنظیمیں جاری فرمائیں۔

- لجنہ اماء اللہ ـــ احمدی مستورات کی تعلیم و تربیت کے لئے۔
- ناصرات الاحمدیہ ـــ احمدی بچیوں کی تنظیم۔
- انصار اللہ ـــ بزرگوں کی تنظیم۔
- خدام الاحمدیہ ـــ نوجوانوں کی تعلیم و تربیت کے لئے۔
- اطفال الاحمدیہ ـــ احمدی بچوں کی تنظیم۔

مجلس مشاورت :۔ اسلامی معاشرہ میں قومی امور کو مشورہ سے طے کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ قرآن مجید نے واضح طور پر شوریٰ کا ارشاد فرمایا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرامؓ سے مشورہ کیا کرتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے زمانے میں جلسہ سالانہ کے ایام میں نمائندگان جماعت سے اہم قومی اور ملی امور پر مشورہ کر لیا جاتا تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے باقاعدہ شوریٰ کو جاری فرمایا۔ شوریٰ میں تمام جماعتوں کے مختلف نمائندے مرکز میں تشریف لا کر جماعتی ترقیات اور مسائل پر غور و فکر کرتے ہیں۔

دارالقضاء :۔ ۱۹۲۵ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے دارالقضاء قائم فرمایا جس میں افرادِ جماعت کے باہمی تنازعات کی جو قابلِ دست اندازی پولیس نہ ہوں سماعت ہوتی ہے اور مقررہ قاضی بعد سماعت فیصلہ صادر کرتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا قائم کردہ یہ ادارہ

مالی، اخلاقی، تمدنی اور معاشرتی لحاظ سے بہت مفید ثابت ہوا۔ اس انتظام کی وجہ سے جماعت کا ہزاروں روپیہ اور قیمتی وقت ضائع ہونے سے بچ جاتا ہے۔

مخالف تحریکوں کا انسداد: ۱۹۱۴ء کے ابتلاء کے بعد ۲۷-۱۹۲۶ء میں "مستریوں" نے فتنہ برپا کیا مگر اپنی موت آپ مر گیا۔ ۱۹۳۴ء میں "احرار" نے جماعت احمدیہ اور اس کے مقدس امام کے خلاف اشتعال کی ایک خطرناک مہم کا آغاز کیا۔ احرار کے سیاسی زور کے پیشِ نظر انگریز حکام نے بھی اُن کی طرفداری کی۔ اس شہ پر انہوں نے ہندوستان کے مختلف مقامات پر شورش برپا کی اور قادیان میں بھی آ کر اشتعال پھیلایا۔ مگر حضور کے احکام سے تمام جماعت متحد ہو گئی اور اس سازش کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ چنانچہ مسجد شہید گنج کے معاملے میں احرار کی ملت فروشی کی قلعی کھل گئی اور وہ مسلمانوں کے شدید ردِ عمل کی تاب نہ لا کر راستے سے ہٹ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس صبر و استقلال پر حضرت فضل عمرؓ کے ذریعے جماعت کو "تحریک جدید" کا انعام دیا۔

۱۹۳۷ء میں شیخ عبدالرحمن مصری نے ایک نیا فتنہ برپا کر دیا اور دل آزار پروپیگنڈے کا ناپاک سلسلہ شروع کیا۔ حضور نے جماعت کو صبر و استقلال کی تلقین فرمائی اور خود بھی صبرِ جمیل کا شاندار نمونہ دکھلایا۔

۱۹۵۳ء میں احرار نے احمدیت کے نور کو پھونکوں سے بجھانے کی بھرپور کوشش کی۔ اس میں مسلمانوں کی اکثر جماعتوں نے احرار سے تعاون کیا۔ احرار اور ان کے کثیر التعداد ساتھیوں نے جماعت احمدیہ کو "غیر مسلم اقلیت" قرار دینے کی مہم چلائی۔ اشتعال پھیلایا۔ قتل و غارت کیا۔ معصوم احمدیوں کی بہت سی جانیں ضائع گئیں۔ مگر استقلال کے پیکر خدا کے بندے محمود نے خطرے میں گھرے ہوئے احمدیوں کو تلقین کی کہ حالات کیسے ہی کیوں نہ ہوں کوئی احمدی بھی اپنی جگہ سے نہ ہلے اور فتح کی خوشخبری دی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی حالات میں جماعت کی نصرت فرمائی اور حالات سازگار ہو گئے۔ اسی طرح کئی فتنے اُٹھے مگر خدا کے اس عظیم بندے نے ہر قسم کے حالات کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور کامیابی حاصل کی۔

جماعت کی مالی ترقی:- جماعت کی تنظیم کے استحکام کے ساتھ حضور کی انتھک محنت سے جماعت کی مالی قربانیوں میں ہر لحاظ سے ترقی ہوئی۔ اس حیرت انگیز ترقی کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ ۱۹۱۴ء میں جماعت کا بجٹ آمد و خرچ دو لاکھ کے لگ بھگ تھا اور ۱۹۶۵ء تک صدر انجمن احمدیہ، تحریک جدید اور وقف جدید کا بجٹ نصف کروڑ سے زائد تھا۔ تمام چندوں اور اداروں کے اعداد و شمار جمع کرنا مشکل بلکہ ناممکن ہے لیکن اندازہ ہے کہ جماعت احمدیہ کی مالی قربانیوں

کی مجموعی مقدار ۱۹۶۵ء میں ایک کروڑ روپے سالانہ سے کم نہیں تھی۔ یہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی عظمت کا چمکتا ہوا نشان ہے۔

قادیان کی ترقی:۔ بے شک قادیان پہلے سے آباد تھا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عہد میں ہی اسے بین الاقوامی شہرت حاصل ہو چکی تھی لیکن شہر کے باہر کی تمام نئی آبادی حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے منصوبہ کا ایک حصہ تھی۔ قادیان کی نئی آبادی دارالفضل، دارالرحمت، دارالبرکات شرقی اور دارالبرکات غربی، دارالشکر، دارالیسر، دارالفتوح، دارالانوار سب آپ ہی کے زمانے میں آباد ہوئے۔

اسلامی لٹریچر کی وسیع اشاعت:۔ حضورؓ کی ہدایت کے تحت جماعت کی طرف سے زرِ کثیر کے صرف سے دنیا کی مختلف زبانوں میں اسلامی لٹریچر شائع کیا گیا۔ اس ضمن میں سرفہرست قرآن مجید کے تراجم ہیں۔

انگریزی، ڈچ، جرمن، سواحیلی، مسیانوی، پرتگالی، اطالوی، روسی، فرانسیسی، انڈونیشین، ملائی، گورمکھی، کیکابیہ، لگوپو، لوو، مینڈھی، ڈینش، فینٹی اور ہندی زبانوں میں قرآن مجید کا ترجمہ ہوا۔

بہت سی دوسری کتابوں کا انگریزی میں ترجمہ ہوا۔ اس کے علاوہ بہت سی کتابیں انگریزی میں چھپ چکی ہیں۔ اسلام کے خوبصورت چہرے کے

مسکورکن خدوخال کو احمدیہ لٹریچر نے جس طرح نمایاں کیا ہے یہ حضورؓ کا انمول احسان ہے۔

جماعت کی تعلیمی ترقی:۔ قادیان میں ۱۹۴۴ء میں حضور کی توجہ سے تعلیم الاسلام کالج قائم ہوا۔ اب یہ کالج ربوہ میں منتقل ہو گیا ہے حضورؓ نے اس پہلو کی طرف بھی خاص توجہ دی کہ زیادہ سے زیادہ تعلیمی ادارے مختلف مقامات پر کھولے جائیں۔ افریقہ میں تعلیمی اداروں کے جال کے علاوہ پاکستان میں مندرجہ ذیل تعلیمی ادارے کھولے گئے۔

جامعہ احمدیہ ربوہ تعلیم الاسلام کالج ربوہ۔ تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ۔ نصرت گرلز ہائی سکول ربوہ۔ جامعہ نصرت ربوہ۔ نصرت انڈسٹریل سکول ربوہ۔ فضل عمر ماڈل سکول ربوہ تعلیم الاسلام انٹرمیڈیٹ کالج گھٹیالیاں۔ تعلیم الاسلام ہائی سکول گھٹیالیاں۔ احمدیہ گرلز ہائی سکول سیالکوٹ تعلیم الاسلام مڈل سکول کھاریاں تعلیم الاسلام ہائی سکول شادیوال۔

. . . .

اندرون پاکستان تعلیمی اداروں کے علاوہ غیر ممالک میں حضورؓ کے زمانے میں ۵۲ تعلیمی ادارے قائم ہوئے۔

استحکام پاکستان کیلئے جدوجہد:۔ انتہائی جدوجہد اور قربانی کے بعد جب پاکستان معرض وجود میں آگیا تو اس مملکت کی سالمیت و استحکام ایک بہت بڑا مسئلہ تھا۔ حضورؓ نے لاہور پہنچ کر اولین فرصت میں پاکستان کے استحکام اور

سالمیت کے متعلق لیکچروں کا سلسلہ شروع فرمایا۔ حضورؓ نے ان لیکچروں میں استحکامِ پاکستان کے تقریباً تمام پہلوؤں پر بھرپور روشنی ڈالی۔

حضورؓ نے کراچی، راولپنڈی، لاہور، جہلم پشاور اور ملک کے دوسرے اہم مقامات پر پاکستان کے استحکام اور آئین کے موضوعات پر لیکچر دیئے۔ اس کے علاوہ بیرونی ممالک میں آپ کے بھیجے ہوئے مشنریوں نے پاکستان کا نقطۂ نظر واضح کیا۔ جماعت احمدیہ کے مبلغین نے حضور کی ہدایات کے مطابق دنیا کے اکثر ممالک میں پاکستان کا تعارف کرایا۔

مختصر یہ کہ حضورؓ مذہب، سیاسیات، تاریخ، عمرانیات، معاشرتی نفسیات میں ایک ماہر کی طرح عجیب دسترس رکھتے تھے ۔

اِک وقت آئے گا کہ کہیں گے تمام لوگ
ملت کے اس فدائی پہ رحمت خدا کرے

اشاعت قرآن مجید

جماعت احمدیہ کے قیام کا ایک بنیادی مقصد —— قرآن مجید کی اشاعت ہے۔ اور حضرت اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ نے حال ہی میں جماعت کو اس طرف خاص توجہ دلائی ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لئے قیادت ماڈل ٹاؤن منظم طور پر سرگرم عمل ہے۔ قیادت کی طرف سے ایک سب کمیٹی قائم ہے جو اپنے انتظام کے تحت چیدہ چیدہ حضرات اور اداروں تک قرآن مجید کے نسخے پہنچانے کا اہتمام کرتی رہتی ہے —— پچھلے دنوں لاہور کے ایک مشہور ہوٹل میں (انگریزی) قرآن مجید کے ساٹھ (۶۰) نسخے رکھے گئے۔

عبد الماجد
ناظم اشاعت
قیادت ماڈل ٹاؤن لاہور

ضروری گزارش

رسالہ "خالد" مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا بلند پایہ علمی و تربیتی ماہنامہ ہے اور اسی طرح تشحیذ الاذہان احمدی بچوں کا پیارا رسالہ ہے۔ نوجوانوں اور بچوں کو ان کا خریدار بن کر فائدہ حاصل کرنا چاہیئے۔

(مینجر رسالہ خالد و تشحیذ۔ ربوہ)

مکرم لئیق احمد صاحب طاہر
مہتمم تعلیم مجلس مرکزیہ۔ ربوہ

لائبیریا

مغربی افریقہ کا ایک سرسبز و شاداب ملک

لائبیریا مغربی افریقہ کے ملکوں میں سے ایک خوبصورت ملک ہے جس کے قدرتی مناظر قابلِ دید ہیں۔ پہاڑی علاقے جنگلوں سے گھرے ہوئے ہیں۔ جن سے ملک کی خوشحالی اور ترقی پر خاص اثر پڑتا ہے۔ قدرت نے دستِ فیض دراز کیا اور اس ملک میں بہت سی قیمتی دھاتوں کے ذخائر بھی جمع کئے۔ ساحلی علاقوں میں موسم مجموعی طور پر معتدل اور مرطوب ہے اور دُور کے علاقوں میں موسم کافی سرد ہو جاتا ہے۔

ملک کے اطراف سے جاری ہونے والے دریا بار بار ایک دوسرے کو قطع کرتے ہوئے بالآخر سمندر سے جا ملتے ہیں۔ ان دریاؤں میں سے بعض کے ذریعہ ملک کے اندر اسّی میل تک جہاز رانی بھی کی جاتی ہے جس سے سفری سہولتوں کے علاوہ تجارت میں بھی آسانی ہوتی ہے۔

لائبیریا ایک نیگرو جمہوریت ہے۔ اس کے شمال میں شمالی گنی کا ساحل ملتا ہے اور شمال مغرب میں سیرالیون کا ملک واقع ہے۔ جنوب مغرب میں آئیوری کوسٹ ہے۔

لائبیریا کا ساحلی علاقہ ۳۵۰ میل لمبا ہے اور سمندر سے ملک کا کوئی حصہ بھی ۱۵۰ میل سے زیادہ فاصلہ پر نہیں۔ ملک کا کل رقبہ تینتالیس ہزار مربع میل ہے۔

ملک کی آبادی کا معیّن تخمینہ نہیں لگایا جا سکتا اس کا معتد بہ حصہ گنجان جنگلوں میں آباد ہے۔ تاہم ایک محتاط اندازے کے مطابق کل آبادی بیس لاکھ نفوس پر مشتمل ہے جس میں سے امریکہ سے نقلِ مکانی کر کے آنے والے سیاہ فام امریکن دس ہزار سے زائد ہیں۔ اور یہی وہ طبقہ ہے جو اپنے علم و ہنر کی بناء پر ملک پر حکمرانی کر رہا ہے۔ حکومت کا طرۂ امتیاز یہ ہے کہ سارے مذاہب کے پیروکار پوری آزادی کے ساتھ اپنے اپنے مذہب پر نہ صرف عمل پیرا ہو سکتے ہیں بلکہ اس کی تبلیغ بھی کر سکتے ہیں۔

اس ملک کی کوئی قدرتی بندرگاہ نہیں ہے البتہ امریکہ نے مانرو ویا کے ساحل پر کئی ارب روپے کے صرف سے ایک خوبصورت بندرگاہ تعمیر کی ہے۔ اس بندرگاہ کی تعمیر کا کام جنگِ عظیم کے اختتام پر امریکہ اور لائبیریا کے مابین ایک معاہدہ کی رُو سے

شروع ہوا تھا۔ اس معاہدہ کے مطابق امریکہ نے لائبیریا کی حدود کی دفاعی ذمہ داری بھی لی اور ساتھ ہی اس ملک کی کرنسی امریکن ڈالر قرار پائی۔ امریکہ نے مانروویا میں ایک عظیم مستقر بھی تعمیر کیا جو سارے مغربی افریقہ کے لئے ایک مرکزی مستقر کا درجہ رکھتا ہے۔

عمومی طور پر لائبیریا سطح سمندر سے ۱۵۰۰ فٹ بلند ہے اور اس کا بیشتر حصہ نہایت گھنے جنگلات سے گھرا ہوا ہے

لائبیریا کے خاص دریاؤں میں سے ایک دریائے "مانو" (MANO) ہے اور دوسرا "لوفا" (LOFA) تیسرا دریا "سینٹ پال" کے نام سے مشہور ہے جو ملک کے درمیان میں سے گزرتا ہوا سمندر میں جا گرتا ہے۔ ایک اور دریا کا نام سینٹ جان کیسٹس ہے۔ سب سے زیادہ مشہور اور ملک کے لئے مفید دریا "کوالی" نامی ہے۔ اس دریا میں سمندر سے ملک کے اندرون میں ۸۰ میل تک جہازرانی ہو سکتی ہے۔

موسم کے اعتبار سے جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے ملک کی آب و ہوا معتدل اور مرطوب ہے۔ ملک کے مغربی حصہ میں ۱۵۰ انچ سالانہ بارش ہوتی ہے اور مشرقی نصف حصہ میں ۱۰۰ انچ سالانہ۔ خشک موسم سال میں صرف ۴½ ماہ تک رہتا ہے۔ یعنی وسط نومبر تا آخر مارچ۔ باقی ساڑھے سات ماہ میں خوب دن رات بارش ہوتی ہے جس سے دیہی علاقوں کے ذرائع مواصلات بھی منقطع ہو جاتے ہیں۔

ملک کی زیادہ تر آبادی ساحلی علاقوں میں آباد ہے کیونکہ ساحلی علاقوں کی مٹی زراعت کیلئے زیادہ موزوں ہے۔ ساحلی علاقوں میں بہترین قسم کی کافی کاشت کی جاتی ہے۔ میدانی علاقوں کے خاتمہ پہ پہاڑی علاقوں سے ملک کے جنگلات شروع ہو جاتے ہیں جو ہزارہا میلوں تک پھیلے ہوتے ہیں۔ جن میں طرح طرح کی لکڑی، خودرو بیل اور قسم قسم کے شکاری پرندے اور جانور پائے جاتے ہیں۔

لائبیریا کا سب سے زیادہ گھنا جنگل گورا (GORA) نامی ہے۔ اس کا رقبہ ۶۰۰۰ مربع میل ہے۔ دوسرا مشہور جنگل نڈی (NIDI) نامی ہے۔

لائبیریا کے بڑے بڑے شہروں کے نام مانروویا کے علاوہ حسب ذیل ہیں:-

(۱) مارشل (۲) رابرٹ سپورٹ (۳) بچانان (۴) گرین ول (۵) ہارپر (Harper) اور (۶) کرکاٹا ۔

> حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-
> "تمہارے لئے ایک ضروری تعلیم یہ ہے کہ قرآن شریف کو مہجور کی طرح نہ چھوڑو کہ تمہاری اسی میں زندگی ہے۔ جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے۔ جو لوگ ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول پر قرآن کو مقدم رکھیں گے اُن کو آسمان پر مقدم رکھا جائے گا۔"
> (کشتی نوح)

تربیتی کلاس میں شامل ہونے والے خدام کے تأثرات

(۱) خاکسار عظیم تر مرکزی تربیتی کلاس سے ایک نئی زندگی لے کر (جس میں خدا تعالیٰ کے کئی انعامات برکتیں اور رحمتیں شامل ہیں) واپس بخیریت گھر پہنچ گیا۔ الحمد للہ

مجھ کو تو پہلے علم ہی نہ تھا کہ تربیتی کلاس اس قدر عظیم مقاصد کے لئے منعقد کی جاتی ہے۔ وقت گو کم ہوتا ہے لیکن خدا تعالیٰ بڑی برکتیں اور رحمتیں نازل کرتا ہے اور وہ کچھ ان چند دنوں میں حاصل ہو جاتا ہے جو خود اگر ہم انفرادی طور پر کوشش کریں تو بڑی مدت میں بھی حاصل نہ کر سکیں۔

اس تربیتی کلاس میں شامل ہونے والے ہر فرد کے دل میں دین کی طرف رغبت ضرور ہو جاتی ہے اور وہ اپنی زندگی کو ایک فرحت بخش نئی زندگی پاتا ہے۔ اور میرے لئے تو اللہ تعالیٰ نے بڑا فضل اور رحم یوں فرمایا کہ مجھے اس تربیتی کلاس میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائی جس سے یہ بڑا فائدہ ہوا کہ پانچوں وقت نمازوں کی عادت پڑ گئی ورنہ اس سے پہلے بہت برا حال تھا۔ کبھی دل میں آیا تو پڑھ لی کبھی چھوڑ دی۔ پھر اس کے بعد دینی کتب اور سلسلہ کی کتب پڑھنے کا شوق ابھر آیا ہے۔ روز کسی نہ کسی کتاب سے کچھ نہ کچھ پڑھتا رہتا ہوں۔ یہ دونوں فوائد ہی جہاں تک میرا خیال ہے اگر حاصل ہو جائیں تو تربیتی کلاس میں شامل ہونے کا مقصد حاصل ہو گیا۔ ہمارے لئے آپ نے، آپکی عاملہ نے اور مرکز والوں نے جو سخت محنت کی اللہ تعالیٰ اسکا زیادہ سے زیادہ اجر عطا فرمائے۔ آمین

(سید بشارت احمد بلال۔ کراچی)

(۲) اس سال پہلی دفعہ خدا تعالیٰ نے اپنی رحمت سے مجھے بابرکت اور خدائی فضلوں سے پُر تربیتی کلاس میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائی جس کے لئے میں خدا تعالیٰ کا شکر گزار ہوں۔

ابتداء میں مجھے کچھ ہچکچاہٹ اور گھبراہٹ سی تھی لیکن کلاس کا نہایت دلچسپ اور مفید پروگرام اور علماء کرام اور منتظمین کے پُرشفقت سلوک سے یہ گھبراہٹ جلد ہی خوشی میں تبدیل ہو گئی۔

میری زندگی کے یہ دن جو میں نے ربوہ میں گزارے ہیں ہر لحاظ سے یادگار اور ناقابلِ فراموش ہیں۔ نماز تہجد، پانچوں نمازیں باجماعت، قرآن مجید اور حدیث کا دلنشیں درس۔ غرض روحانیت کا موسم بہار تھا جس سے ہم لوگ فائدہ اور خوشی حاصل کر رہے تھے۔

میرا دل چاہتا ہے کہ ہر سال اس کلاس میں شامل ہونے کی توفیق پاؤں۔ (احسان اللہ بھٹی۔ اوکاڑہ)

مکرم ملک خلیل احمد صاحب ناصر
کراچی

انسانی صحت میں نمکیات کا کردار

گزشتہ شمارہ میں میں نے حیاتین (Vitamins) کے بارہ میں عرض کیا تھا کہ انسانی صحت میں ان کا کیا کردار ہے اور حیاتین کو مدنظر رکھتے ہوئے کس قسم کی خوراک استعمال کرنی چاہیئے۔

اس دفعہ میں معدنی نمکیات (MINERAL SALTS) کے بارہ میں کچھ عرض کروں گا۔

معدنی نمکیات ہمارے جسم کے کل وزن کا تین فیصد حصہ ہیں اور وہ ہمارے جسم کی بافتوں (Tissues) مائعات (Fluids) اور ہڈیوں میں وافر مقدار میں پائے جاتے ہیں۔ ہمارے جسم کے مختلف نظاموں اور کیمیائی عمل کے لئے ان کی موجودگی ضروری ہے لہذا حیاتین کی طرح یہ معدنی نمکیات بھی انسانی صحت کے لئے بہت اہم ہیں۔ جسم کے لئے ضروری نمکیات یہ ہیں۔

۱۔ کیلشیم۔ فاسفورس۔ پوٹاشیم۔ گندھک۔ سوڈیم۔ کلورین۔ میگنیشیم۔ لوہا۔ مینگانیز۔ تانبا اور آئیوڈین۔

۲۔ فلورین۔ جست۔ نکل

قسم ۱ میں جو نمکیات آتے ہیں وہ قسم ۲ پر فوقیت رکھتے ہیں اور نہایت ضروری ہیں۔ اور دوسری قسم کے نمکیات کی نہایت قلیل مقدار انسانی صحت کے لئے ضروری ہے۔ اسلئے ان کو (Trace Elements) بھی کہتے ہیں۔ نمکیات اس وقت بنتے ہیں جب کسی تیزاب اور دھات (Metal) میں کیمیائی عمل ہوتا ہے۔ مثلاً عام نمک (سوڈیم کلورائڈ) اس وقت بنتا ہے جب نمک کا تیزاب (Hcl) اور سوڈیم میں عمل ہوتا ہے۔ اسی طرح فاسفورک ایسڈ اور کیلشیم کے عمل سے کیلشیم فاسفیٹ کا نمک بنتا ہے۔ اکثر عناصر انہی نمکیات کی شکل ہی میں ہمارے جسم میں پائے جاتے ہیں۔ مثلاً یہی عام نمک (Nacl) خون اور جسم کے دوسرے مائعات میں بکثرت پایا جاتا ہے اسی طرح ہڈیوں اور دانتوں میں میگنیشیم فاسفیٹ حصہ لیتے ہیں۔ یہ لحمیات (Proteins) میں بھی پائے جاتے ہیں۔

یہ بتانے کی شائد ضرورت نہیں ہے کہ نمکیات بحیثیت مجموعی نہایت تھوڑی مقدار میں ہمیں چاہئیں۔ ہر وہ شخص جو مختلف خوراک استعمال کرتا ہے مثلاً سبزیاں، پھل، گوشت، دالیں وغیرہ اس میں نمکیات کی کمی نہیں ہو سکتی۔ بہر حال ان کا علم ہونا ضروری ہے۔

معدنی نمکیات تین طریقوں سے عمل کرتے ہیں
(۱) ہڈیوں اور دانتوں کی تشکیل اور ان میں مضبوطی

پائیداری اور سختی پیدا کرتے ہیں (۲) تمام بافتوں (Tissues) کی بناوٹ میں۔ اور (۳) عضلات (Muscles) اور اعصاب (Nerves) میں مائعات (Fluids) کی شکل میں۔ اب ہر عنصر کا ذرا تفصیلی جائزہ لے لیا جائے تو بہتر ہوگا۔ ایک بات اور ذہن میں رکھنی چاہیئے کہ جسم میں کسی عنصر کی زیادتی اس چیز کی متقاضی نہیں ہے کہ وہ استعمال بھی زیادہ کیا جائے۔ مثلاً پوٹاشیم کیلشیم سے زیادہ ہے لیکن کیلشیم کی مقدار روزانہ جو ہمیں چاہیئے وہ پوٹاشیم سے زیادہ ہے۔ اسی طرح آئیوڈین، تانبا اور میگنیشیم کا حال ہے جو نہایت تھوڑی مقدار میں درکار ہیں۔

(۱) کیلشیم (Calcium) انسانی جسم کو تمام عناصر سے زیادہ کیلشیم کی ضرورت ہے۔ اسلئے کہ یہ تمام ہڈیوں اور دانتوں کی بناوٹ میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اعصاب، دل اور بغیر ریشہ کے عضلات کے لئے بھی کیلشیم ضروری ہے۔ یہ ہڈیوں کا ۹۹ فیصد حصّہ ہے۔ کسی زخم کی وجہ سے بہنے والے خون کے انجماد میں کیلشیم ضروری ہے۔ اسی طرح سوڈیم اور پوٹاشیم کے ساتھ مل کر دل کی دھڑکن میں توازن پیدا کرتا ہے۔ پھر خون میں کیلشیم کی سطح کو ایک چھوٹے سے غدود سے جو گلے کے غدود کے ساتھ ہوتا ہے (Parathyroid glands) کنٹرول کیا جاتا ہے۔

کمی (Deficiency) اس عنصر کی کمی سے بہنے والا خون نہ رُکنا، غصّہ، چڑچڑاپن، اور دل کی دھڑکن متاثر ہوتی ہے۔ عضلات کا اکٹھا ہوجانا اور اعصاب میں خلل اسی کی کمی سے ہوتا ہے۔ ہڈیوں کی کمزور بناوٹ اور کمزور دانت کیلشیم کی کمی کا نتیجہ ہیں۔

خوراک کیلشیم کی تھوڑی مقدار روزانہ خوراک میں شامل ہونا ضروری ہے۔ یہ مَردوں اور عورتوں کو 0.8 گرام روزانہ چاہیئے لیکن جوان لڑکوں لڑکیوں کو روزانہ 1.2 گرام سے 1.5 گرام تک اور حاملہ اور دُودھ پلانے والی عورتوں کے لئے روزانہ 1.5 سے 2 گرام کی ضرورت ہے۔

کیلشیم (Calcium) دودھ۔ پنیر۔ مچھلی۔ کلیجی۔ سفید آٹے (روٹی) اور کیلشیم کے نمکیات میں (چونا کے پانی وغیرہ میں) نیز سبزیوں (پالک وغیرہ) پھل (سنگترہ) چقندر میں پایا جاتا ہے۔

(۲) فاسفورس۔ یہ عنصر بھی نہایت ضروری ہے کیلشیم کے ساتھ مل کر ہڈیوں اور دانتوں کی بناوٹ میں اہم کردار ادا کرتا ہے کیلشیم اور فاسفورس کا نمک (کیلشیم فاسفیٹ) ہڈیوں اور دانتوں کو بناتا ہے۔ یہ تمام جانداروں کے خلیوں (Cells) میں فاسفیٹس (Phosphates) نامیاتی یا غیر نامیاتی شکل میں موجود رہتا ہے۔ پیدائشی خلیوں کے مرکزوں میں بھی کافی پایا جاتا ہے۔ اسی طرح لحمیات کے انجذاب اور تالیف میں بھی کام آتا ہے۔ پھر جسم کے اندرونی کیمیائی عمل کے لئے جس سے

توانائی اور حرارت پیدا ہوتی ہے فاسفورس کی
موجودگی ضروری ہے۔ چھوٹی آنت میں نشاستہ
کے انجذاب کے لئے بھی فاسفورس ضروری ہے۔
کمی۔ جانوروں میں اس کی کمی سے بھوک
کی کمی، عضلات کی کمزوری اور وزن میں کمی ہوجاتی
ہے۔
ذرائع۔ اس کے بہترین ماخذ مچھلی، پنیر،
دودھ، گوشت، انڈے، پیاز، سبزیاں اور
پھل ہیں۔

(۳) لوہا (Iron - Fe) ہمارے
جسم میں اس کی مقدار بہت ہی کم ہے۔ صرف ۴ گرام
لیکن اس کے باوجود اس کی روزانہ مقدار کا ہماری
خوراک میں شامل ہونا نہایت ضروری ہے۔ اسلئے
کہ خون کی سرخی کا دارومدار لوہے کی مقدار پر ہے۔
یہ خون کے سرخ ذرات میں ہیموگلوبن (Haemo
globin) کی تشکیل کرتا ہے۔ اسی طرح پھیپھڑوں
کو تازہ ہوا (آکسیجن) پہنچانے اور بافتوں سے
سے گندی ہوا خارج کرنے میں لوہا بہت اہم کردار
ادا کرتا ہے۔
کمی۔ اگر کیلشیم کی روزانہ کی مقدار ملتی رہے
تو عموماً لوہے کی کمی واقع نہیں ہوتی۔ لوہے کی کافی
مقدار جگر، تلی اور ہڈی کے گودے میں رہتی ہے۔
لوہے کے مختلف مرکبات لحمیات کے ساتھ پائے
جاتے ہیں۔ اس کی کمی سے خون کی کمی اور بعض صورتوں
میں شدید قلت پیدا ہوجاتی ہے اور تھکاوٹ کے
آثار ظاہر ہونے لگتے ہیں۔
خوراک۔ بچوں، لڑکیوں، حاملہ اور دودھ
پلانے والی عورتوں کو اس کی وافر مقدار کی اشد
ضرورت ہے۔ عام طور پر ۱۲ ملی گرام روزانہ درکار
ہے لیکن نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کو ۱۵ ملی گرام
لوہا روزانہ چاہیئے۔
ذرائع۔ فولاد (Fe) کے بہترین ذرائع یہ ہیں۔
انڈہ۔ سبز پتے والی سبزیاں (پالک۔ کلفہ وغیرہ) کلیجی،
گوشت۔ خالص موٹے آٹے کی روٹی وغیرہ۔

(۴) آئیوڈین (Iodine) آئیوڈین
ہمارے جسم کی مناسب نشوونما اور صحت کے لئے
ضروری ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کا اثر براہ راست
ایک ایسی رطوبت پر پڑتا ہے جو خوراک کے مختلف
حصوں کے جزوِ بدن بننے میں مدد دیتی ہے۔ یہ رطوبت
گلے کے غدود (Thyroid Glands) سے
نکلتی ہے اور اسے (Thyroxine) کہتے ہیں۔
انسانی جسم میں تقریباً تیس فیصد آئیوڈین موجود ہوتی
ہے جس کا ۲۳ فیصد اس کی رطوبت میں شامل ہوجاتا
ہے۔ اس کے علاوہ تمام بافتوں، رحم، عضلات
اور خون میں بھی پائی جاتی ہے۔
کمی۔ اس آئیوڈین کی کمی سے سب سے بڑی
بیماری گلے کے غدود کا بڑھ جانا ہے۔
اس کی کمی سے
رطوبت پر اثر پڑے گا جس سے انجذاب کا عمل
متاثر ہوگا عموماً اس کی کمی نہیں ہوپاتی کیونکہ نہایت

قلیل مقدار اس کی چاہیئے جو عام خوراک سے پوری ہو جاتی ہے۔ مچھلی اور مچھلی کا تیل اس کے بہترین ماخذ ہیں۔

ذرائع۔ یہ مچھلی۔ گوبھی۔ مولی۔ سرسوں اور شلغم میں بھی پائی جاتی ہے۔ بکری کے دودھ اور معدنی پانی میں بھی اس کی مقدار موجود ہے۔

(۵) گندھک (Sulfur) یہ عنصر لحمیات کا لازمی جزو ہے۔ لحمیات کا تقریباً ایک فیصد حصہ سلفر ہے۔ یہ جسم کے تکسیری عمل (Oxidation Process) میں حصہ لیتی ہے۔ پھر بالوں اور ناخنوں کا ضروری حصہ ہے۔ انسولین (Insulin) جو پتہ کی رطوبت ہے اور نشاستہ کے ہضم ہونے میں مدد دیتی اسی گندھک کا مرکب ہے۔

کمی۔ اس کی کمی کا سب سے بڑا اثر پتے کی رطوبت (Insulin) پر پڑتا ہے جس سے نشاستہ کے ہضم ہونے میں خلل واقع ہو جاتا ہے۔

ذرائع۔ دراصل اگر لحمیات مناسب مقدار میں استعمال کئے جائیں تو اس کی کمی نہیں ہو سکتی کیونکہ یہ پروٹین گندھک دودھ، انڈے، گوشت، مٹر، لوبیا وغیرہ میں پائی جاتی ہے۔

(۶-۷) سوڈیم اور پوٹاشیم۔ سوڈیم جسم کے مائعات کا اہم حصہ ہے۔ اسی طرح پوٹاشیم جسم کی مختلف بافتوں اور غدودی رطوبتوں میں پایا جاتا ہے۔ یہ دونوں عناصر ایک دوسرے پر انحصار رکھتے ہیں۔ خون کے کل معدنی نمکیات کا بیشتر حصہ عام ہے۔ اسی طرح سوڈیم کی موجودگی پانی کی سطح کے توازن میں مدد دیتی ہے۔

کمی۔ (Deficiency) ان عناصر کی کمی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اسلئے کہ ہم مقدار سے زیادہ استعمال کرتے ہیں اور عام غذاؤں میں وافر مقدار میں پایا جاتا ہے۔ تقریباً دس سے پندرہ گرام روزانہ ہر شخص استعمال کرتا ہے جبکہ ۵ گرام روزانہ کافی ہے۔ زائد مقدار پسینہ وغیرہ سے خارج ہو جاتی ہے۔

(۸) کلورین (Chlorine) کلورین کلورائڈ کی صورت میں ہمارے جسم میں داخل ہوتی ہے۔ سب سے بڑا ذریعہ عام نمک ہے جو سوڈیم اور کلورین کا مرکب ہے۔ تمام خلیوں میں ۱۵٪ پائی جاتی ہے۔ اور اسی طرح خون میں بھی کافی مقدار موجود ہے۔ کلورین رطوبت معدی بنانے میں کام آتی ہے۔ قے وغیرہ سے کافی ضائع ہو جاتی ہے ورنہ اس کی کمی بھی واقع نہیں ہو پاتی۔ کمی کی صورت میں انہضام کے عمل میں خلل ہو جاتا ہے کیونکہ رطوبت نہیں بنتی۔ ہر قسم کی خوراک میں کلورائڈ کی شکل میں پائی جاتی ہے۔

(۹) میگنیشیم۔ میگنیشیم کا صحیح کام ابھی تک معلوم نہیں ہو سکا۔ خلیوں کے باہر والے مائعات میں تھوڑی بہت مقدار اس عنصر کی پائی جاتی ہے۔ سخت بافتوں میں فاسفیٹ کے ساتھ پایا جاتا ہے۔ لحمیات (Proteins) اور چربی (Fats) کے انجذاب میں میگنیشیم کا بڑا دخل ہے۔ کل میگنیشیم کا ۶۰ فیصد ہڈیوں میں پایا جاتا ہے۔

کمی۔ (Deficiency) اس عنصر کی زیادہ کمی سے مسوڑھے سُوج جاتے ہیں۔ جلد پر زخم پیدا ہو جاتے ہیں۔ چھوٹی اور بڑی آنتوں کے فعل میں خلل پیدا ہو جاتا ہے۔ اس کی کمی عموماً نہیں ہو سکتی اسلئے کہ تمام پتوں میں یہ عنصر کلوروفل کی شکل میں موجود ہوتی ہے۔

(۱۰) مینگنیز۔ (Manganese) اس کی سب سے زیادہ مقدار ہڈیوں میں پائی جاتی ہے۔ غدہ نخامیہ، جگر، پتہ اور آنتوں میں یہ عنصر پایا جاتا ہے۔ یہ امر دلچسپی کا موجب ہے کہ دُودھ پلانے والی خرگوشنی کے دودھ کے غدود میں اسکی مقدار دوسری بافتوں کے مقابلہ میں دس گُنا زیادہ ہوتی ہے۔ صحیح کام معلوم نہیں ہو سکا۔ لیکن نر چوہوں میں پیدائش کی قوّت میں کمی اور مادہ چوہوں میں بچہ پالنے کی جبلّت میں کمی واقع ہو جاتی ہے۔ اسی طرح چوزوں میں ٹانگوں کا ٹیڑھا پن اِسی وجہ سے ہوتا ہے۔ نہایت ہی قلیل مقدار کی روزانہ ضرورت ہوتی ہے جو عام خوراک سے پوری ہو جاتی ہے

(۱۱) تانبا (Copper) یہ عنصر لوہے سے خاص تعلق رکھتا ہے۔ اگر لوہا مناسب مقدار میں خوراک میں شامل ہو تو اس کی کمی بھی نہیں ہوتی۔ خون کے سُرخ ذرات میں ہیموگلوبن (Haemo-globin) کی تشکیل میں لوہے کے ساتھ مل کر کام کرتا ہے۔ Mellester کا کہنا ہے کہ تانبے کا یہ کام نہیں ہے کہ وہ لوہے کے انجذاب میں مدد دے بلکہ یہ تو ایک عامل کی حیثیت رکھتا ہے اور لوہے کے ہیموگلوبن (Haemoglobin) میں تبدیل ہونے میں مؤثر کردار ادا کرتا ہے۔ یہی اس کا سب سے بڑا کام ہے۔ اس کی روزانہ مقدار لوہے سے دس گُنا کم ہے۔

یہ کلیجی، چاکلیٹ اور کوکو میں کافی پایا جاتا ہے۔

(۱۲) فلورین۔ یہ فلورائڈ کی شکل میں جسم میں داخل ہوتا ہے۔ دانتوں کی بیرونی سطح کی حفاظت کے لئے فلورین ضروری ہے۔ یہ بات حال ہی میں سائنسدانوں نے دریافت کی ہے۔ اس کی زیادہ مقدار کیلشیم کے فعل پر بُرا اثر ڈالتی ہے۔

اِن کے علاوہ جتنے بھی عناصر یا معدنی نمکیات ہمارے جسم کیلئے درکار ہیں اُن کی نہایت قلیل مقدار ہی صحت کے لئے کافی ہے جو عموماً عام خوراک سے پوری ہو جاتی ہے اسلئے کمی پیدا نہیں ہوتی ؀

تشخیص بجٹ ۵۲-۵۳ ہش / ۱۹۷۳-۷۴ء

اور

قائدین کرام کی ذمہ داری!

خدام الاحمدیہ کا نیا سال یکم نبوت (نومبر) سے شروع ہوگا نئے سال کیلئے تشخیص بجٹ کا کام وفا (جولائی) ظہور (اگست) میں کیا جاتا ہے۔ تمام مجالس کو بجٹ فارم خدام اطفال مع ہدایات بھجوائے جا چکے ہیں قائدین کرام اس کام کی اہمیت کے پیش نظر اس طرف پوری توجہ دیں اور ہر مجلس کی طرف سے بجٹ تشخیص ہو کر زیادہ سے زیادہ ۳۱ ظہور (اگست) تک دفتر مرکزیہ میں پہنچ جائے۔ (مہتمم مال خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

مکرم طارق احمد صاحب بٹ
کراچی

پنگ پونگ

ٹیبل ٹینس کا پہلا اور پرانا نام "پنگ پونگ" ہے۔ نام کی وجہ سے بہت سے لوگ اسے چینی کھیل سمجھتے ہیں۔ کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ یہ کھیل انگلستان کی یونیورسٹی کے طالب علموں کی ایجاد ہے۔ کچھ لوگوں کی رائے میں اسے سب سے پہلے برطانوی فوج کے چند افسروں نے ۱۸۹۰ء میں ہندوستان کی ایک چھاؤنی میں کھیلنا شروع کیا تھا۔ یہ فوجی افسر کھانے کی میز کے درمیان جلد بندھی کتابوں کی باڑ لگا دیتے تھے جو اس وقت جال کا کام دیتی تھی۔ اور اسے سلولائیڈ کی گیند اور "بلینجو" کی شکل کے بلّوں سے کھیلا جاتا تھا۔ یہ بلّے اندر سے کھوکھلے اور باہر سے مونڈے گتے سے بنے ہوتے تھے جب گیند ان بلّوں سے ٹکرا کر میز پر ٹپّا کھاتی تھی تو دو قسم کی آوازیں نکلتی تھیں "پنگ" "پونگ" ـــــ یہی وجہ ہے کہ ابتداء میں اس کھیل کا نام "پنگ پونگ" مشہور ہو گیا۔

شاید یہ سب باتیں خیالی ہوں اور کھیل ہی کھیل میں یہ کھیل بن گیا ہو۔ ویسے اس کی ایجاد کا سہرا بچوں ہی کے سر ہے۔ ممکن ہے وہ چین کے بچے ہوں، انگلستان کے بچے ہوں، یونان، افریقہ یا عرب کے بچے ہوں۔ بہرحال ایجاد کسی کی بھی ہو یہ بات سب کو معلوم ہے اور ہر شخص متفق ہے کہ آہستہ آہستہ یہ کھیل بے حد پسند کیا جانے لگا اور صرف دس سال کے عرصے میں انگلستان اور امریکہ میں بہت مقبول ہو گیا۔

۱۹۲۷ء میں جب ۲۹ قوموں کی ایسوسی ایشنوں نے مل کر "بین الاقوامی ٹیبل ٹینس فیڈریشن" بنائی جس نے اس کھیل کو "ٹیبل ٹینس" کا نام دیا کھیل کے اصول بنائے اور پھر "عالمی چیمپین شپ" کا اہتمام کیا۔ یہ چیمپین شپ پہلے ہر سال ہوتی تھی اور اب ہر دوسرے سال ہوتی ہے اس میں لگ بھگ ۵۰ ملکوں کے پانچ سو مرد اور خواتین کھلاڑی شریک ہوتے ہیں۔

ٹیبل ٹینس کھیلنے کے لئے زیادہ جگہ درکار نہیں ہوتی اور نہ وقت کی کوئی قید ہے۔ صبح شام، رات گئے جس وقت جی چاہے کھیلئے۔ اسے سکولوں اور کالجوں میں خالی گھنٹوں یا وقفے کے دوران بھی کھیلا جا سکتا ہے اور اکثر طلباء و طالبات کھیلتے بھی ہیں۔ گرمی کی دوپہر یا سرد رات! اس میں بھی کھیلئے ـــــ اس کے لئے کچھ زیادہ تیاری کی بھی ضرورت نہیں ہوتی۔ دو دوست جمع ہو گئے اور "پنگ پونگ" شروع ہو گئی۔ اسکے مقابلے میں فٹ بال، ہاکی یا کرکٹ کھیلنے کے لئے کم از کم گیارہ گیارہ لڑکوں کی دو ٹیموں کی ضرورت ہوتی ہے۔

کافی اچھے وقت اور اچھے موسم کی ضرورت ہوتی ہے کھلے اور بڑے میدان کی ضرورت ہوتی ہے لیکن ٹیبل ٹینس کھیلنے کے لئے ایک ۹ فٹ لمبی اور ۵ فٹ چوڑی میز جس کے درمیان میں جالی لگا ہو، دو یا چار چھوٹے چھوٹے بلّے اور ایک سلولائیڈ کی ننھی منّی سفید سی گیند کی ضرورت ہوتی ہے۔ دو دوست اسے مزے سے کھیل سکتے ہیں اور زیادہ سے زیادہ "بیڈمنٹن" اور "لان ٹینس" کی طرح چار دوستوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ دو ایک طرف اور دو دوسری طرف۔

"گیم" ۲۱ پوائنٹ پر ہوتا ہے اور ایک پوائنٹ وہ کھلاڑی ہار جاتا ہے جو مقابلے کے کھلاڑی کی گیند واپس نہ کر سکے یا اتنی زور سے مارے کہ گیند جال کی دوسری جانب میز پر ٹپّا کھائے بغیر دور جا پڑے۔

کھیل کی ابتداء کرنے والا فائدے میں رہتا ہے۔ کھیل کی ابتداء یعنی سروس کرنے کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ گیند ہاتھ میں لیکر ہوا میں اُوپر اُچھالیئے اور اس سے پہلے کہ وہ میز پر ٹپّا کھائے بلّے سے اُسے اس طرح ضرب لگائیے کہ پہلے گیند سروس کرنے والے کے کورٹ (حصّہ) میں ٹپّا کھائے اور پھر جال کے اُوپر سے گزر کر مقابل کے کورٹ میں جا لگے۔ کھیلتے وقت اس بات کا خیال رکھیئے کہ جب گیند ہاتھ میں ہو تب ہاتھ آزاد اور کھُلا ہوُا ہو، اُنگلیاں آپس میں ملی ہوئی ہوں، انگوٹھا آزاد ہو اور گیند ہتھیلی پر اس طرح رکھی ہو کہ ہتھیلی پیالے کی شکل اختیار نہ کرے اور نہ ہی گیند انگلیوں کے بیچ میں ہو۔ سروس کرتے وقت جب بلّے سے گیند کو ضرب لگائی جائے تو ضروری ہے کہ گیند اور بلّا دونوں سروس کرنے والے کے کورٹ کی حدود سے باہر ہوں۔

آئیے اب آپ کو ہم پوائنٹ شمار کرنے کا طریقہ بھی بتا دیں۔ اسے اچھی طرح ذہن نشین کر لیں ---! اگر ہارنے والے نے سروس شروع کی ہے تو پوائنٹ شمار کرنے والا کہے گا: زیرو --- وَن (۰---۱) یا لَو --- وَن۔ اور اگر مقابل کا کھلاڑی پوائنٹ ہار رہا ہے تو کہا جائے گا وَن --- زیرو (۱---۰) یا وَن --- لَو۔ اور اسی ترتیب سے نمبر شمار ہوں گے۔

ہر ۵ سے تقسیم ہونے والے عدد کے بعد سروس بدلتی جائیگی۔ مثلاً فرض کیجئے کہ پوائنٹ جیتنے اور ہارنے کی کیفیت یہ ہے ۳---۲ یا ۰---۵ یا ۱---۴ تو سروس بدل جائیگی۔ یعنی ہارنے اور جیتنے دونوں کے پوائنٹ مل کر اگر پانچ سے تقسیم ہوں تو سروس بدلتی ہے۔

ٹیبل ٹینس میں جہاں مرد اور عورتوں کے سنگل (انفرادی۔ ایک کھلاڑی کا دوسرے تنہا کھلاڑی سے مقابلہ) اور ڈبل (دوہرے۔ دو کھلاڑیوں کی ایک ٹیم کا دو کھلاڑیوں کی ایک دوسری ٹیم سے مقابلہ) کے مقابلے ہوتے ہیں وہاں لگ بھگ تمام ملکوں کی "قومی چیمپئن شپ" میں بچّوں اور نوجوانوں کے بھی عمر کے لحاظ سے مقابلے ہوتے ہیں۔ ہمارے پاکستان کی "قومی چیمپئن شپ" میں بھی نوعمر کھلاڑیوں کا مقابلہ ہوتا ہے جس میں سولہ سال تک کے کھلاڑی حصّہ لیتے ہیں۔ کچھ ملکوں میں پندرہ، تیرہ اور گیارہ سال تک کے کھلاڑیوں کے مقابلے کا بھی انتظام کیا جاتا ہے۔

ٹیبل ٹینس کھیلنے والوں میں اکثریت نوجوانوں کی ہوتی ہے اسلئے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ "یہ نوجوانوں کا کھیل ہے"۔ زیادہ تر عالمی چیمپئن کا خطاب پانے والوں کی عمر اٹھارہ انیس کے درمیان ہے۔

پاکستان کے قومی چیمپئن کی عمر صرف چودہ سال ہے ——! اور وہ ہیں —"جاوید غفار"—!

جاوید غفار ایک خوش گفتار نوجوان ہیں اور ہیپی ہوم سیکنڈری سکول کراچی کے طالب علم ہیں۔ ان کا خاص مشغلہ ٹیبل ٹینس ہے اور تعجب کی بات یہ ہے کہ وہ اس کم سنی میں ایک مشاق کھلاڑی بن گئے ہیں۔

اکتوبر ۱۹۷۲ء میں لائل پور میں ٹیبل ٹینس کے جو مقامی مقابلے ہوئے تھے ان میں کامیابی حاصل کر کے جاوید غفار پاکستان کے "قومی چیمپئن" بن چکے ہیں۔

جاوید جب کلب میں داخل ہوئے تو انہیں کھیل کی بہترین سہولتیں حاصل ہوئیں۔ انہوں نے مختصر عرصے میں دوسروں کو اپنے کھیل کا گرویدہ بنالیا اور کھلاڑیوں پر اپنی مہارت کی دھاک بٹھا دی انہوں نے یہ بات ثابت کر دی کہ اگرچہ ان کی عمر ابھی بہت کم ہے تاہم وہ دوسروں پر اپنی مہارت کی بدولت غالب آسکتے ہیں۔

۱۹۷۰ء میں جب کراچی میں نیشنل چیمپئن شپ کے لئے مقابلے شروع ہوئے تو جاوید اس وقت جونیئر ڈبل میں دوسرے نمبر پر تھے۔ اگرچہ یہ کوئی ایسی نمایاں کامیابی نہیں تھی تاہم جاوید بحیثیت ایک کھلاڑی کے نمایاں ہو گئے —— آخر دو سال کے بعد ایک ایسا دن بھی آیا جب جاوید غفار لائل پور میں نیشنل چیمپئن قرار دے دیئے گئے۔

اپنی اس کامیابی کے بارے میں جاوید غفار نے اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے کہا: "یہ میری مسلسل محنت کا پھل ہے"۔

انہیں اپنے ابتدائی دور کی ناکامیاں اور شکستیں ابھی تک یاد ہیں لیکن وہ ان ناکامیوں سے کبھی بھی دل برداشتہ نہیں ہوئے۔ انہوں نے ہمیشہ اپنی کمزوریاں معلوم کرنے کی کوشش کی اور آئندہ ان کو دور کرنے کی فکر میں رہے۔

—— جاوید نے بتایا: "میں نے کبھی بھی اپنی شکست یا غلطی کو نظر انداز نہیں کیا۔ میں ہمیشہ از سر نو تازہ دم ہو کر کوشش شروع کر دیتا اور دوسرے میچ میں بدلہ لینے کی تیاری کرتا ——"

پنگ پونگ ایک دلچسپ کھیل ہے، اس لئے اپنے فرصت کے اوقات میں ضرور کھیلئے۔ یقیناً کچھ عرصہ بعد آپ اچھا کھیلنے لگیں گے —— اور ہو سکتا ہے ایک دن —— "قومی چیمپئن" —— بھی بن جائیں +

خدمتِ خلق مجلس سوسائٹی کراچی

سابقہ روایات کے مطابق اِس ماہ کے آخر میں بھی شعبہ خدمتِ خلق کے تحت کام کیا گیا۔ مؤرخہ ۲۷ ربہجرت کو اِس پروگرام کو عملی جامہ پہنایا گیا۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ یہ پروگرام کافی کامیاب ثابت ہو رہا ہے۔

اس مرتبہ بھی خدام مع سائیکلوں بر جائے مقررہ پر پہنچے۔ ان کی تعداد ۱۲ تھی۔ قائد صاحب مع ساز و سامان بذریعہ کار وہاں پہنچے۔ قائد صاحب کے ساتھ ۵ خدام ان سائیکل سواروں کے علاوہ تھے۔ اِس مرتبہ تقسیم کیے جانیوالے سامان کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:۔

۱۔ آٹا ۲۰ سیر
۲۔ دالیں ۱۰ سیر
۳۔ چاول ۷ سیر
۴۔ دیسی صابن ۲۵ ٹکیاں
۵۔ استعمال شدہ کپڑے ۱۱ جوڑے
۶۔ گوشت بڑا (گائے کا) ۱۵ سیر
۷۔ گوشت چھوٹا (بکرے کا) ۷ سیر
۸۔ بچوں کے کھلونے اور کپڑے ۲۰/۳۰ جوڑے

سائیکل سوار خدام اپنی سابقہ سرگرمی کو قائم رکھتے ہوئے تقریباً ۴۵ منٹ میں جائے مقررہ پر پہنچ گئے اور تقریباً اُسی وقت قائد صاحب بھی اپنی گاڑی میں وہاں موجود تھے۔ خدام اور اہلِ بستی اب خاصے مانوس ہو چکے ہیں چنانچہ اب اشیاء بانٹنے میں زیادہ وقت صرف نہیں ہوتا بلکہ اُن لوگوں کو پہلے سے علم ہوتا ہے اور وہ فوراً اطلاع کر دیتے ہیں جس پر مستحق احباب خود آ کر لے جاتے ہیں۔

اِس کام کے پیچھے جو پُرخلوص جذبہ ہوتا ہے وہ بہت کام آتا ہے۔ خدام نے اِس مرتبہ بھی ایک نیا کام کیا اور ان غریب لوگوں کے دل جیت لیے۔ اِس کام کی طرح اِس طرح پڑی کہ ایک خادم نے جب ایک بڑھیا کو پانی کا گھڑا اٹھا کر جاتے ہوئے دیکھا تو فوراً وہ گھڑا اپنے ہاتھ میں لے لیا اور بڑھیا کی ڈھیروں دعاؤں کے درمیان اس کے گھر پہنچا دیا۔ بس اب کیا تھا تمام خدام نے کچھ نہ کچھ کام کرنا شروع کر دیا اور جنہیں کام نہ ملا انہوں نے ان لوگوں سے پوچھ پوچھ کر کام لیا کہ کوئی ایسا کام جو مشکل ہو اور نہ ہو سکتا ہو ان کو بتایا جائے تاکہ وہ اسے کرنے کی کوشش کریں۔

کچھ دیر بعد جب خدام اور اہلِ بستی پھر ایک جگہ اکٹھے ہوئے تو قائد صاحب نے بڑے دلچسپ انداز میں مقامی لوگوں سے پوچھا کہ ان میں کتنے ہیں جو پنجوقتہ نماز کے عادی ہیں۔ بہت کم ایسے ہاتھ اُٹھے جو ابھی جوانی کی منزلوں سے گزر رہے تھے۔ چنانچہ قائد صاحب نے مختصراً ابتدائی انداز میں انہیں نماز کی اہمیت سے روشناس کروایا اور پھر ان سے وعدہ لیا کہ آئندہ وہ نماز پڑھا کریں گے یا کم از کم پڑھنے کی کوشش کیا کریں گے۔

پھر قائد صاحب نے واپسی پر اہلِ بستی سے دریافت فرمایا کہ کسی بھی آدمی کا کوئی کام یا کوئی تکلیف ہو تو وہ

بیان کرے ہم حتی الامکان کوشش کریں گے کہ اس کا
مداوا کر سکیں۔ چنانچہ بہت سی تکالیف اور ضروریات کو
نوٹ کیا گیا جنہیں انشاء اللہ آئندہ ماہ پورا کیا جائے گا۔
ان ضروریات میں سے سب سے اہم تو نوکری کی تلاش تھی۔
انشاء اللہ اس سلسلے میں ان لوگوں کی مدد کی جائے گی۔
بعدہٗ خدام اسی ترتیب سے واپس آ گئے۔
اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں خلقِ خدا کی زیادہ سے
زیادہ خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔
(ناظم خدمتِ خلق سوسائٹی۔ کراچی)

مسافروں کو پانی پلانا

۳-۶-۷۳ کو مجلس سوسائٹی کے علاقہ کے ۶ بس سٹینڈز
پر ۸ خدام اور ۴ اطفال نے برف والا ٹھنڈا پانی بس
کے مسافروں کو پلایا۔ مجموعی طور پر ۲ گھنٹے میں ۱۱۳۱ افراد
کو پانی پلایا گیا۔ مجلس کے خدام نے اپنے بازوؤں پر
بیجز لگائے ہوئے تھے جس سے خود بخود پانی پلانے
والوں کا تعارف ہو رہا تھا۔ اطفال نے بڑھ چڑھ کر
لوگوں کو پانی پلایا۔
۸-۶-۷۳ کو ۶ خدام نے ۳ بس سٹینڈز پر ۲ گھنٹے تک
۷۴ افراد کو پانی پلایا۔
۱۷-۶-۷۳ کو ۱۰ خدام، ۴ اطفال نے ۴ بس سٹینڈز پر
۲½ گھنٹے تک ۱۱۳۲ افراد کو ٹھنڈا پانی پلایا۔
۲۲-۶-۷۳ کو ۸ خدام ۵ اطفال نے ۳ بس سٹینڈز پر
۳¼ گھنٹے تک ۱۱۴۴ افراد کو پانی پلایا۔
۲۴-۶-۷۳ کو ۳۱ خدام نے اور ۱۱ اطفال نے ۹ بس سٹینڈز
پر ۵ گھنٹے تک ۱۲۶۰ افراد کو ٹھنڈا پانی پلایا۔
(معتمد مجلس خدام الاحمدیہ سوسائٹی)

عیادت مریضاں

مجلس مقامی کے ماہانہ پروگرام کے تحت اس
ماہ بھی حسب سابق ہر حلقہ میں سے خدام کے وفود مریضوں
کی عیادت کے لئے کراچی کے مختلف ہسپتالوں میں گئے۔
۱۷-۶-۷۳ کو ۲ وفود جن میں ۱۰ خدام شامل تھے جناح
ہسپتال گئے۔ اس دفعہ خدام کو یہ ہدایت تھی کہ خصوصاً
ایسے مریضوں کے پاس پھل وغیرہ لیکر جائیں جنکے پاس
ملاقات کے لئے کوئی نہ آیا ہو اور اُن کے پاس بیٹھ کر
اُن کی دلجوئی کریں اور خیریت دریافت کریں۔ خدام
نے اس کے مطابق مریضوں سے بڑے مشفقانہ انداز
سے ملاقات کی۔ ہر مریض نے یہ پوچھنے کی کوشش کی کہ
آپ لوگ کون ہیں؟ کہاں سے آئے ہیں؟ اس مادّی
دَور میں آپ کو اتنی فرصت کہاں سے ملی کہ آپ ہمیں
پوچھنے آئے ہیں جبکہ ہمارے رشتہ دار بھی ہمیں پوچھنے
نہیں آتے۔ اس پر خدام نے مختصر الفاظ میں اپنا تعارف
کرایا۔ مجموعی طور پر اچھا تاثر لیا گیا۔
۱۸-۶-۷۳ کو دس خدام پر مشتمل ...... ۲ وفود
لیاقت میڈیکل ہسپتال اور دس خدام پر مشتمل ۲ وفود
ایک دوسرے ہسپتال میں مریضوں کی عیادت کیلئے گئے۔
چونکہ متواتر دو ماہ سے خدام ان ہسپتالوں میں جا رہے
تھے اسلئے اُن مریضوں سے رابطہ قائم کیا گیا جو لمبے
عرصہ سے زیر علاج ہیں۔ اور اس دفعہ اُن کو .....

بعض رسائل . . . .
. . . . پڑھنے کے لئے پیش کئے گئے . . .
. . . .
چین۔ کو انہوں نے بڑا پسند کیا اور جماعت کا لٹریچر بھی طلب کیا جو اُسی وقت خدام نے لا کر انکو دیدیا۔ مجلس مقامی کے ایڈریس سے بھی انہیں آگاہ کیا گیا اور اُن کے پتہ جات بھی لے لئے گئے تا کہ بعد میں رابطہ قائم ہو سکے۔

ایک مریض کے استفسار پر . . . .
. . . . وفد کے لیڈر نے انہیں سمجھایا کہ یہ جماعت اللہ کی جماعت ہے اور احکام خدا اور احکام رسولؐ پر پوری اُترنے والی ہے۔ اللہ کے رسولؐ کا حکم ہے کہ اپنے بیمار بھائی کی عیادت کرو۔ سو ہم تو صرف خوشنودیٔ رسولؐ کے لئے آپکی عیادت کو آئے ہیں اور اس کا اجر اللہ تعالیٰ ہمیں دے گا۔ مادی اور دنیاوی اجروں کے ہم ہرگز طالب نہیں۔ اس پر وہ صاحب مسکرانے لگے۔

(قائد مجلس خدام الاحمدیہ سوسائٹی۔کراچی۔۲۹)

مجلس خدام الاحمدیہ ماڈل ٹاؤن۔ لاہور

تبلیغی نمائش:۔

اس دلچسپ اور قابل دید نمائش کا افتتاح مورخہ ۲۹ اپریل ۱۹۷۳ء کو مکرم صدر صاحب مجلس مرکزیہ ربوہ نے مسجد دارالذکر لاہور میں فرمایا۔ نمائش میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلمات طیبات، خلفائے سلسلہ کے ارشادات، تحریک جدید کی سرگرمیاں، تحریک وقف جدید سے تعارف، مبلغین اسلام، مساجد بیرون، حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا دورۂ یورپ، دورۂ مغربی افریقہ، صحابہ لاہور کی متعدد تصاویر اور حضرت مصلح موعودؓ کے عہد کے بعض نایاب فوٹوز شامل ہیں۔ اس کے علاوہ مجلسی زندگی کی سرگرمیوں کی عکاسی بھی کی گئی ہے۔

صدر مجلس محترم قائد صاحب کے ہمراہ نمائش گاہ میں داخل ہوئے تو نمائش کمیٹی نے بڑھ کر استقبال کیا۔ صدر مجلس نے ایک ایک چارٹ اور اس کی تصاویر ملاحظہ فرمائیں اور گہری دلچسپی کا اظہار فرمایا۔ مکرم شیخ عبدالماجد صاحب ساتھ ساتھ تفصیلات اور جزئیات پر روشنی ڈالتے رہے۔

مسجد دارالذکر میں اس روز لاہور ڈویژن کی طرف سے سیرت النبیؐ کے جلسے کا اہتمام تھا۔ گوجرانوالہ، قصور، سیالکوٹ اور لاہور کے قریباً ۶۰۰ خدام و اطفال نے اس نمائش کو دیکھا۔ سب تعریف و تحسین کے کلمات ادا کرتے رہے۔

تاثرات قلمبند کرنے کی غرض سے نمائش گاہ کے ایک طرف "رائے بکس" رکھی گئی تھی۔ صدر مجلس نے اس میں رقم فرمایا کہ یہ نمائش جہاں اپنوں کیلئے واقفیت اور تربیت کا موجب بنے گی وہاں غیر از جماعت احباب کے لئے تبلیغ کا عمدہ موقعہ فراہم کرے گی۔ آپ نے امید ظاہر کی کہ اس نمائش کو ہر جہت سے مکمل کرنے کی کوشش جاری رکھی جائے گی۔

نوٹ :- لاہور یا لاہور سے باہر کی جو مجالس اپنے ہاں کی تقریبات میں یہ تبلیغی نمائش لگوانا چاہیں وہ قائد صاحب ماڈل ٹاؤن ۷۴-C ماڈل ٹاؤن سے رابطہ پیدا کریں۔!

اصلاحی پارٹی

قیادت ماڈل ٹاؤن لاہور کی طرف سے مورخہ ۱۲ مئی ۷۳ء (بروز اتوار) مسجد ماڈل ٹاؤن (C-74) میں ایک شاندار "اصلاحی پارٹی" کا اہتمام کیا گیا۔ طے شدہ پروگرام کے مطابق حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری، محترم لئیق احمد صاحب طاہر اور محترم چوہدری شبیر احمد صاحب پر مشتمل قافلہ صبح ۸ بجے تک مسجد میں پہنچ چکا تھا۔ نہایت دیدہ زیب نوے تعلیمی و تربیتی چارٹس مسجد میں نہایت قرینے سے آویزاں تھے۔ باہر صحن میں حضرت مسیح پاک علیہ السلام، خلفائے سلسلہ اور علمائے سلسلہ کی کتب کی نمائش لگائی گئی تھی جس کا اہتمام محترم شیخ مبارک محمود صاحب پانی پتی کے سپرد تھا۔ مسجد کے ایک کمرہ میں "قرآن مجید کے غیر ملکی تراجم" سلیقے سے رکھے ہوئے تھے۔ غرض ہر طرف غلبہ اسلام کے آثار نمایاں تھے۔ اِس پارٹی کا ایک نمایاں پہلو یہ ہے کہ ۳۰۰ حاضر احباب میں قریباً یکصد غیر از جماعت احباب شامل تھے۔ ۲۰ کے قریب عیسائی دوست بھی تشریف لائے تھے۔

صبح ۹ سے ۱۰ بجے تک متواتر ایک گھنٹہ دوستوں نے جی بھر کر دیدہ زیب چارٹوں، کتب اور قرآن مجید کے چارٹوں کے ذریعہ ۔۔۔ جماعتی سرگرمیوں ۔۔۔ کے تابندہ نقوش ملاحظہ کئے۔ ایک ایک چارٹ پر دس دس پندرہ پندرہ افراد کا جمگھٹا لگ گیا۔ بڑی عمر کے خدام اور دیگر احمدی احباب غیر از جماعت احباب کو جزئیات اور تفصیلات سے آگاہ کرتے رہے۔ کوئی تراجم اور کتب کا خزانہ یکجائی صورت میں دیکھ کر عش عش کر رہا تھا تو کوئی مسیح پاک کے جاں نثار اور باطل شکن مبلغین کے کارناموں کو جامع شکل میں دیکھ کر مسرت و شادمانی کا اظہار کر رہا تھا کہ نمائندہ مجلس نے جلسہ کی کارروائی کے آغاز کا اعلان کیا۔ خالدِ احمدیت حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب مع دیگر رفقاء کے تشریف لا چکے تھے۔ مکرم شیخ عبدالہادی صاحب نے تلاوت قرآن کریم ختم کی تو سوا دس بجے خالدِ احمدیت حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب تقریر کے لئے تشریف لائے۔ آپ نے ۵۰ منٹ تک نہایت ایمان افروز انداز میں سورۃ فاتحہ کے حقائق و معارف بیان فرمائے۔ اُمّتِ محمدیہ جن انعامات کی وارث بن سکتی ہے ان کا اچھوتے رنگ میں تفصیلی ذکر فرمایا۔ تقریر کے آخر میں غیر از جماعت احباب کو تلقین کی کہ اگر مسائل کے سمجھنے میں دقّت ہو تو اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا چاہیئے۔ ۴۰ روز تک اگر درد بھرے دل سے یہ دعا کی جائے کہ الٰہی! مجھے بتا کہ جس نے تیری طرف سے دعویٰ کیا ہے وہ اپنے دعویٰ میں سچا ہے یا نہیں۔ تو اللہ تعالیٰ ضرور چالیس دن کے اندر اندر اشارہ کر دے گا۔ غیر از جماعت احباب کو یہ نسخہ ضرور آزمانا چاہیئے۔

سوا گیارہ بجے محترم لئیق احمد صاحب طاہر سابق
مبلغ انگلستان تشریف لائے۔ آپ نے یورپ میں
اسلام کی تبلیغ اور مساجد کی تعمیر پر روشنی ڈالی۔ اور
مسیح پاک علیہ السلام کے مجاہدین کے ذریعہ عیسائیت
پر یلغار اور اس کے خوش کن آثار سے حاضرین کو آگاہ
فرمایا۔

اب حاضرین کو سوالات کا موقع دیا گیا۔ محفل بھی
بڑی دلچسپ تھی۔ حضرت مولانا ابو العطاء صاحب نے
نہایت جامع اور مدلل رنگ میں معترضین کی تسلی و تشفی
کرانے کی کوشش کی۔

اس کے بعد مہمانوں کی چائے سے تواضع کی گئی۔
چائے کے وقفہ کے بعد چوہدری شبیر احمد صاحب
وکیل المال ربوہ نے حاضرین کو سلائڈز دکھلائیں۔ یہ
پروگرام جہاں نوجوانوں کے لئے خاصا دلچسپ تھا وہاں
غیر از جماعت احباب جماعتی سرگرمیوں کو یکجائی شکل میں
دیکھ کر حیرت کا مجسمہ بنے ہوئے تھے۔

نمائندہ مجلس نے حاضرین، مقررین کا شکریہ ادا
کیا اور دعا کے بعد یہ پاکیزہ محفل اختتام پذیر ہوئی۔
دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں زیادہ سے زیادہ خدمتِ دین
کی توفیق عطا کرتا چلا جائے۔ آمین۔

(معتمد مجلس خدام الاحمدیہ
۸۷/C ماڈل ٹاؤن۔ لاہور)

مجلس خدام الاحمدیہ گوجرانوالہ

قیادتِ ضلع کے زیر اہتمام خدام کے لئے ایک
پکنک پارٹی کا پروگرام بنایا گیا جو خدا تعالیٰ کے فضل سے
نہایت کامیابی کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔ اس پروگرام
میں گوجرانوالہ، ترگڑی اور راہوالی کے ۴۵ خدام،
۵ انصار اور ۶ اطفال نے حصہ لیا۔ مختلف کھیلوں
اور ورزشی مقابلوں کے بعد ۱۲½ بجے سے ۱½ بجے تک
کُلُوا جَمِیْعًا کا پروگرام ہوا۔ ۲½ بجے سے ۳½
بجے تک فی البدیہہ تقریری مقابلہ ہوا جس میں ۱۰ خدام نے
حصہ لیا۔ اور اس کے بعد دلچسپ لطائف کے مقابلہ
میں ۱۲ خدام نے حصہ لیا۔ ۳½ سے ۵ بجے تک دوبارہ
خدام نہانے اور کھیلنے کودنے میں مشغول رہے۔ ۵ بجے
دعا کے بعد واپسی ہوئی۔ (قائد ضلع گوجرانوالہ)

مجلس خدام الاحمدیہ لاٹھیانوالہ

مورخہ ۲۹ ۶/۳ کو لاٹھیانوالہ ۱۹۶۶ء/R.B میں مجلس
خدام الاحمدیہ کا ایک اجلاس زیر صدارت مکرم و محترم
سید شمشاد احمد صاحب ناصر مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ منعقد
ہوا۔ تلاوت و نظم کے بعد مکرم حکیم رحیم بخش صاحب نائب انصار،
خدام اور اطفال کی توجہ بعض تربیتی امور کی طرف مبذول
کروائی۔ حکیم صاحب کے بعد مکرم حفیظ احمد صاحب ظفر
نے گزشتہ رپورٹ کارگزاری پیش کی۔

آخر میں مکرم و محترم سید شمشاد احمد صاحب ناصر
نے تقریر کی۔ آپ نے نہایت احسن رنگ اور مؤثر انداز میں
تمام لوگوں کو نماز باجماعت کی طرف توجہ دلائی۔ اور
قرآن کریم و احادیث نبویہ سے نماز باجماعت کی اہمیت
واضح کی۔ (چوہدری بشیر احمد قائد مجلس لاٹھیانوالہ)

رپورٹ تربیتی کلاس مجلس خدام الاحمدیہ بہاولپور

مجلس خدام الاحمدیہ بہاولپور کی پہلی مقامی تربیتی کلاس مورخہ ۸-۹-۱۰ جون بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار ... ... منعقد ہوئی۔ اس تربیتی کلاس میں کثیر تعداد میں خدام کے علاوہ انصار اور اطفال نے بھی شرکت کی۔ اس تربیتی کلاس کا پہلا اجلاس مورخہ ۸ جون بروز جمعہ بعد نماز مغرب مکرم چوہدری غلام احمد صاحب کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ تلاوت، نظم اور ملفوظات کے درس کے بعد مکرم ڈاکٹر مبارک احمد صاحب نے "وفات مسیح" پر تقریر کی۔ آپ کے بعد مکرم افضال احمد منیر صاحب نے "خاتم النبیین" پر تقریر کی۔ اس کے بعد مکرم قائد صاحب کی درخواست پر مکرم چوہدری عبدالغنی صاحب نے دعا کروائی اور نماز عشاء کے بعد اجلاس برخاست ہوا۔

دوسرا اجلاس

تربیتی کلاس کا دوسرا اجلاس مورخہ ۹ جون بروز ہفتہ زیر صدارت چوہدری نذیر احمد صاحب منعقد ہوا۔ تلاوت و نظم کے بعد مکرم بشیر الدین کمال صاحب نے درس قرآن دیا جس میں آپ نے سورۃ کہف کے دسویں رکوع کی تفسیر بیان کی۔

آپ کے بعد مکرم بشارت الرحمن نے مشعل راہ سے اقتباس پڑھ کر سنایا۔ اور مکرم ادریس احمد صاحب نے "خلافت کی برکات" پر تقریر کی۔ آپ کے بعد مکرم چوہدری نذیر احمد صاحب نے "سیرۃ طیبہ" پر تقریر کی۔ دعا کے بعد اجلاس برخاست ہوا۔

تیسرا اجلاس

تربیتی کلاس کا تیسرا اجلاس ۱۰ جون بروز اتوار صبح ۷½ بجے مکرم انوار احمد صاحب شریفی کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ اجلاس کی کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔ مکرم انوار احمد صاحب شریفی نے درس قرآن اور مکرم چوہدری عبدالغنی صاحب نے درس حدیث دیا۔ ان کے بعد مکرم فیض اسلم صاحب نے "صداقت مسیح موعودؑ" پر تقریر کی۔ آپ کے بعد مکرم مرزا ارشد بیگ صاحب نے ذکر حبیب پر تقریر کی۔ آپ کے بعد مکرم حکیم بشیر احمد صاحب نے "والدین کی اطاعت از روئے قرآن" پر تقریر کی۔ پھر مکرم داؤد احمد صاحب نے "تربیت اولاد اور والدین کی ذمہ داریاں" کے عنوان سے تقریر کی۔ آپ کے بعد بشیر احمد ظفر (طفل) نے "وفات مسیح" پر تقریر کی اور وفات کے ثبوت کے طور پر ٹھوس قرآنی دلائل دیئے۔ بعد ازاں مبشر احمد (طفل) اور مکرم اطہر ندیم صاحب نے نظم پڑھی۔ ان کے بعد مکرم بشیر احمد صاحب، مکرم داؤد احمد صاحب، مکرم مرزا ارشد بیگ صاحب اور مکرم چوہدری غلام احمد صاحب نے فی البدیہہ تقاریر کیں۔ اس کے بعد مکرم صدر صاحب اجلاس نے اختتامی تقریر کی اور دعا کروائی۔

اس طرح یہ سہ روزہ تربیتی کلاس خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوئی۔

(مبشر احمد معتمد مجلس خدام الاحمدیہ بہاولپور)

● مکرم قائد صاحب مجلس خدام الاحمدیہ ضلع بہاولپور نے مجالس کی کارکردگی کا جائزہ لینے اور کام

کو آگے بڑھانے کی غرض سے ضلع کی مجالس کا دورہ کیا۔ اپنے اس دورہ میں آپ نے چک ۱۶۱ مراد، چک ۱۹۲ مراد، چک ۱۹ مراد، چک ۱۵۲ مراد، حاصل پور، سمہ سٹہ، یزمان منڈی، چک ۲۳ احمد پور شرقیہ، چک ۸۹، چک ۱۱۳ اوچ شریف اور بستی طاہر خان کی مجالس کا دورہ کیا اور خدام و عہدیداران مجالس کو ہدایات دیں بعض جگہ نئے انتخاب کروائے۔ تربیتی کلاس میں نمائندے بھجوانے کی تحریک بھی کی گئی۔

یہ امر بھی قابلِ ذکر ہے کہ مکرم قائد صاحب نے اکثر مجالس کا دورہ سائیکل پر کیا۔ ہر جگہ معلّمین وقفِ جدید اور عہدیداران مقامی نے آپ کے ساتھ پورا پورا تعاون کیا۔ (معتمد مجلس بہاولپور)

مجلس خدام الاحمدیہ تھرپارکر

مؤرخہ ۱۳؍ ضلع تھرپارکر کے قائدین کی میٹنگ زیرِ صدارت مکرم قائد صاحب ضلع منعقد ہوئی جس میں ضلع تھرپارکر کے قائدین کرام شریک ہوئے۔

اس اہم اجتماع میں دیگر امور کے علاوہ کافی غور و فکر اور بحث و تمحیص کے بعد طے پایا کہ:۔

۱۔ کوشش کی جائے کہ ہر مجلس میں کم از کم تین سائیکل موجود ہوں تا حضور ایدہ اللہ کی بابرکت تحریک میں شمولیت اختیار کی جا سکے۔

۲۔ تربیتی کلاس میں تمام مجالس کی طرف سے نمائندگان بھجوانے کا وعدہ لیا گیا۔

۳۔ سندھ سے ربوہ تک سائیکل سفر کی تجویز پاس ہوئی۔ اس غرض کے لئے ایک کمیٹی قائم کر دی گئی ہے جو تفصیلات طے کر کے معیّن پروگرام بنائے گی۔

اس میٹنگ میں مکرم مربی صاحب بھی شریک ہوئے۔ آپ نے مجلس کو مفید مشورے دیئے۔ دعا پر یہ اجلاس برخاست ہوا۔

پکنک مجلس خدام الاحمدیہ گولبازار۔ ربوہ

مجلس خدام الاحمدیہ گولبازار ربوہ نے مؤرخہ ۲۸؍ جون کو یوم اصلاح و ارشاد اور پکنک کا پروگرام بنایا۔ سکیم کے مطابق ۲۸؍ جون کو صبح سات بجے اس پروگرام کا آغاز کیا گیا۔ ۶ وفود جو کہ ۳۰ خدام پر مشتمل تھے سائیکلوں پر کوٹ امیر شاہ۔ ڈیری فارم۔ چک منگلا۔ بھٹی خدا یار۔ عثمان والا۔ ٹل سیرا۔ کوٹ قاضی اور کوٹ رحموں بھجوائے گئے۔ ان وفود نے دیہات میں جا کر رفاہِ عامہ کے کاموں مثلاً وقارِ عمل، راستوں کی درستی، مریضوں کی تیمارداری اور ادویات کی تقسیم کا کام کیا۔ ۴۰ افراد تک پیغامِ حق پہنچایا اور ان سے مختلف مسائل پر گفتگو کی گئی۔

یہ تمام وفود دیہات کا دورہ کرنے کے بعد ۱۲ بجے دوپہر پیکو ہوائی اڈہ پہنچ گئے جہاں اتنی دیر میں اس مجلس کے بقیہ خدام بھی پہنچ چکے تھے۔ دوپہر کا کھانا کھانے کے بعد تمام خدام نے ورزشی پروگرام میں حصہ لیا۔ سائیکل ریس، دوڑ، تیراکی، پانی میں دوڑ اور تیراکی کا مقابلہ کرایا گیا۔ پروگرام کافی دلچسپ رہا۔ اس پروگرام میں ۔ خدام و اطفال

اور ۹ انصار صاحبان نے حصہ لیا۔

(معتمد خدام الاحمدیہ (مقامی) ربوہ)

آل ربوہ تقریری مقابلہ

مجلس حُسنِ بیان خدام الاحمدیہ دارالرحمت شرقی ب کے تحت ایک آل ربوہ تقریری مقابلہ منعقد ہوا جس کی صدارت حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب نے کی۔ مقابلہ کا آغاز تلاوتِ قرآن پاک سے ہوا جو مکرم حافظ عبدالحفیظ صاحب متعلم جامعہ احمدیہ نے کی۔

مقابلہ میں ربوہ کے بہت سے محلہ جات کے علاوہ ہوسٹل جامعہ احمدیہ، ہوسٹل فضل عمر اور بورڈنگ ہاؤس تعلیم الاسلام ہائی سکول کے خدام و اطفال نے شرکت کی۔ منصفین کے فیصلہ کے مطابق بلال احمد عطاء دارالرحمت شرقی ب اول، محمد جلیل الرحمٰن صاحب جمیل دارالرحمت شرقی ب دوم۔ اور مبشر احمد صاحب زاہد دارالرحمت وسطی سوم قرار پائے۔ اطفال کے خصوصی انعامات کے حقدار شمس الحق طیب دارالرحمت شرقی ب اور عبدالواحد بشارت دارالصدر جنوبی قرار پائے۔

تقسیم انعامات کے بعد صدرِ محترم نے اپنے خطاب میں خدام کو آئندہ کے متعلق عظیم الشان پیشگوئیوں سے آگاہ کرتے ہوئے انہیں ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔

(فضل الرحمٰن سیکرٹری مجلس حسن بیان)

چندہ سالانہ اجتماع خدام

خدام الاحمدیہ کا سالانہ اجتماع

انشاء اللہ العزیز ۲-۳-۴ نبوت (نومبر) کو شروع ہوگا۔ اجتماع کے ابتدائی انتظامات شروع ہو چکے ہیں جس کے لئے روپیہ کی ضرورت پیش آ رہی ہے مگر اس وقت اس چندہ کی وصولی نصف سے بھی کم ہے۔ ہماری چند ایک مجالس نے تو یہ چندہ سو فیصد ادا کر دیا ہوا ہے فجزاھم اللہ تعالیٰ لیکن بہت سی مجالس کا چندہ تو تدریجی بجٹ سے بھی کم ہے۔ اور کئی مجالس نے تو ابھی تک اس مد میں ایک پیسہ بھی نہیں بھجوایا۔ لہٰذا ان تمام مجالس کے قائدین حضرات و ناظمین مال سے درخواست ہے کہ اس چندہ کی وصولی کا کام پوری تندہی کے ساتھ شروع کر دیں اور انہی ایک دو ماہ کے اندر اندر یہ چندہ سو فیصد ادا کر دیں تاکہ اجتماع کے جملہ انتظامات احسن رنگ میں پایۂ تکمیل کو پہنچ جائیں۔

مبارک احمد

مہتمم مال خدام الاحمدیہ مرکزیہ

شیزان
گھر بھر کی خوشی
اور صحت کا
ضامن ہے
Shezen
Garden peas
Peach Jam
HOT KETCHUP
HOT KETCHUP
Plum Jam
TOMATO KETCHUP
شیزان
انٹرنیشنل لمیٹڈ
بند روڈ۔ لاہور
ORIENT

Monthly **KHALID** *Rabwah*

ZAHUR 1352 H.S. —— AUGUST 1973 —— REGD.No. L 5830

Editor : ABDUL BASIT SHAHID

Titale printed at Nusrat Art Press, Rabwah